ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

جلد 15 شمارہ 4

جنوری 2018ء - ربیع الآخر 1439ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت
مفتی محمد یونس
مفتی محمد امجد
غفار الحق

فی شمارہ .... 25 روپے

سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
چوہدری طارق محمود بابر
(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھرا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ..........................اندر بھی دیکھئے کہ کیا ہو رہا ہے؟.............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط159)....آلِ موسیٰ وآلِ ہارون کی باقیات کی برکت.....// // 6

درسِ حدیث ....ایمان کی حالت میں فوت ہونے کی فضیلت....// // 16

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط6)................مفتی محمد رضوان 22

روحانی، مجرد قوتیں سب ہی مقدس نہیں ہوتیں.............................مفتی محمد امجد حسین 33

ماہِ ذی الحجہ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 38

علم کے مینار:...امام ابوحنیفہ کے شیوخ واساتذہ (حصہ سوم).......مفتی غلام بلال 40

تذکرۂ اولیاء:......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بالوں میں خضاب کرنا........مفتی محمد ناصر 44

پیارے بچو!..........ایک فاختہ، کوا اور بوڑھی بلی...........مولانا محمد ریحان 49

بزمِ خواتین .....عورت کا تقدس اور حقوقِ نسواں کا فریب (قسط6)........مفتی طلحہ مدثر 51

آپ کے دینی مسائل کا حل.......... کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک 58

پر کرنے کی تحقیق (تیسری وآخری قسط).............................ادارہ

کیا آپ جانتے ہیں؟.... کھانے کے آداب (قسط5)...........مفتی محمد رضوان 76

عبرت کدہ . حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ اول)........مولانا طارق محمود 79

طب وصحت.............سنا (Senna) (تیسری وآخری قسط).......مفتی محمد رضوان 84

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز...................مفتی محمد امجد حسین 87

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

اندر بھی دیکھئے کہ کیا ہو رہا ہے؟

گزشتہ کچھ عرصہ سے بلکہ کچھ سالوں سے وطنِ عزیز میں بطورِ خاص یہ بات دیکھنے میں آ رہی ہے کہ چند طبقات وافراد اپنے سیاسی یا غیر سیاسی مقاصد وعزائم کو پورا کرنے، بلکہ اپنے ذاتی مفادات کو حاصل کرنے کے لیے مختلف قسم کے احتجاجوں اور دھرنوں کو واسطہ اور آلہ کے طور پر استعمال کر رہے ہیں، جن کے پس پردہ بعض اوقات ملک دشمن خفیہ طاقتوں کا ہاتھ بھی ہوتا ہے، لیکن یہ لوگ انتہائی چالاکی کے ساتھ اپنے مقاصد ومفادات کو پورا کرنے کے لیے ظاہر میں خوب مہذب ومبارک عنوان اور لیبل لگا کر پردہ ڈال دیتے ہیں، خواہ وہ سیاسی نوعیت کا ہو یا معاشی نوعیت کا ہو، یا پھر مذہبی نوعیت کا، جس وقت جس قسم کی فضاء سازگار پاتے ہیں، یا جس طرح کا ماحول بنا ہوا یا کوئی شوشہ چھیڑا ہوا پاتے ہیں، فوراً اُس طرح کا عنوان اور لیبل لگا کر اور اس کی آڑ میں چھپ کر اپنا کام دکھا جاتے ہیں، چونکہ ان کا ظاہری عنوان اور لیبل اور ظاہر میں نعرہ انتہائی مہذب اور مبارک ہوتا ہے، اس لیے اکثر وبیشتر مسلمانوں کا بڑا طبقہ ان کی زد میں آ کر مخلصانہ طریقہ پر استعمال ہو جاتا ہے، اور اس کی وجہ سے معاملہ بظاہر دوسرا رنگ اختیار کر لیتا ہے، اور خفیہ طاقتیں یا ذاتی مفادات اٹھانے والے طبقات اپنا الو سیدھا کر کے روانہ ہو جاتے ہیں، خواہ اس کے نتیجہ میں ملک وملت کی تباہی وبربادی کیوں نہ ہو، اور کتنے ہی گناہ لازم کیوں نہ آئیں، کیونکہ ان کا اصل مقصد ذاتی مفاد یا پھر ملک وملت کو اسی طرح کا نقصان پہنچانا ہوتا ہے۔

اس لیے اس طرح کا سیاسی، معاشی یا مذہبی مہذب عنوان ولیبل یا نعرہ سامنے آنے پر جلدی سے متاثر ہو جانا اور ان کی حمایت اور نصرت ومدد کے لیے پیش قدمی کرنا اس وقت تک درست نہیں، جب تک ان کے اصل مقاصد وعزائم کا گہرائی اور نیک نیتی سے جائزہ نہ لے لیا جائے، بلکہ جب تک یہ نہ دیکھ لیا جائے کہ مقصد کے مبارک اور درست ہونے کے ساتھ ساتھ جو طریقۂ کار اختیار کیا گیا ہے، وہ بھی شرعی اور اخلاقی وقانونی اعتبار سے جائز اور درست ہے یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک نیک اور اہم کام کے لیے معاون بننے کے بجائے آپ کئی قسم کے کبیرہ گناہوں اور جرائم کے

مرتکب نہ ہوجائیں، یا اپنے ہی ہاتھوں ملک وملت کے نقصان کے لیے استعمال ہوکر اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے اور ''نیکی برباد گناہ لازم'' آنے کا مصداق نہ بن جائیں۔

یہ بات ہمہ دَم یاد رکھنی ضروری ہے کہ کسی نیک مقصد کے لیے بھی کوئی گناہ کرنا، خاص کر دوسرے کی جان، مال سے کھیلنا اور ایذاء رسانی کا باعث بننا جائز نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ حجرِ اسود کا بوسہ لینا انتہائی مبارک عمل ہے، جس کی وجہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں، لیکن اس کی خاطر دوسرے مسلمان کی ایذاء رسانی کو گوارا نہیں کیا گیا، اور ایسی نوبت آنے پر دور سے اشارہ کی شکل میں اس کا متبادل طریقہ تجویز کر دیا گیا ہے، نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اعلان فرمادیا کہ مسلمان تو بس وہی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے لوگ سلامت رہیں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت ومذہبِ اسلام کی نسبت اور نام سے اس طرح کے گناہ کیسے جائز ہوسکتے ہیں، اور گناہوں کا ارتکاب کر کے نیک اور اہم دینی مقصد کو پورا کرنے والے کیسے شمار ہوسکتے ہیں؟

مثلاً آج کل عام طور پر دھرنوں اور احتجاجوں کے لیے عوامی گزرگاہوں اور شاہراہوں کو استعمال کیا جاتا ہے، اور ایک لمبے وقت کے لیے عام مصروف گزرگاہوں اور شاہراہوں کو روک کر بلاک کر دیا جاتا ہے، جس کے نتیجہ میں بہت سے مریض علاج ومعالجہ کے لیے بروقت شفاخانہ نہیں پہنچ پاتے، یا ان کو علاج ومعالجہ کی ضروریات بروقت نہیں پہنچ پاتیں، اور وہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگ اپنے ضروری کام کاج کی جگہ بروقت نہیں پہنچ پاتے یا اپنے بیوی بچوں کے ضروری نان ونفقہ کے انتظام سے بھی محروم رہتے ہیں، ججوں اور وکیلوں کے بروقت عدالت نہ پہنچنے کی وجہ سے مقدمات کی سماعت اور فیصلوں میں دشواری پیش آتی ہے، دفتروں میں افسروں اور کارندوں کے بروقت نہ پہنچنے کی وجہ سے سینکڑوں اور ہزاروں لوگوں کو مشکلات پیش آتی ہیں، اور ان کی ضروریات متاثر ہوتی ہیں، بہت سے لوگ نمازِ جنازہ میں شامل نہیں ہو پاتے، یہاں تک کہ بعض لوگ حج یا عمرہ کے سفر پر جانے والے بھی اپنے جہاز میں بروقت نہیں پہنچ پاتے۔

غرضیکہ اس قسم کے طریقہ کار پر مبنی اقدامات سے اللہ کی مخلوق کو طرح طرح سے جانی ومالی نقصانات وتکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

پھر اگر اس طرح کے اجتماعات واحتجاجات اور دھرنے تشدد کا رنگ اختیار کرلیں، اور جلاؤ گھیراؤ اور سرکاری یا نجی املاک کی تباہی کا بھی پیش خیمہ بن جائیں، تو شرعی اعتبار سے گناہوں کی کمیت وکیفیت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے۔

ان حالات میں جہاں عوام کو اس بات کی سخت ضرورت ہے کہ وہ کسی مذہبی، سیاسی، معاشی یا دوسرے مہذب عنوان ولیبل اور نعرہ سے متاثر ہوکر غیر شعوری طور پر ملک وملت کے نقصان کے لیے استعمال ہونے اور آلۂ کار بننے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، اور اس قسم کے گناہوں میں معاون بننے سے اپنے آپ کو بچائیں، اسی طرح میڈیا اور اصحابِ علم پر بھی یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ان امور سے عوام کو آگاہ کرنے کی ذمہ داری پوری کریں۔

مگر ہمیں افسوس ہے کہ کسی مذہبی وسیاسی یا معاشی مہذب عنوان ولیبل اور نعرہ سے جب عوام متاثر ہوکر اپنے جذبات کا ناجائز استعمال کرتے ہیں، یا غیر شعوری طور پر درپردہ ملک وملت کے دشمنوں یا ذاتی مفادات حاصل کرنے والوں کے آلۂ کار بنتے ہیں، تو میڈیا اور ہمارے بہت سے مذہبی قائدین اور دین کے علمبردار حضرات بھی دنیاوی مفادات یا عوام کی خوشنودی کی خاطر چپ سادھ کر بیٹھ جاتے ہیں، بلکہ بعض تو اپنی ہمدردیاں بھی ان کے ساتھ شامل کرنا شروع کردیتے ہیں، جو انتہائی افسوسناک صورتِ حال ہے، ایسے حالات میں میڈیا اور اصحابِ علم اور مقتداء حضرات کی خاموشی بھی ایک جرم کی حیثیت رکھتی ہے، پھر اس کے بجائے ان کا تعاون کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

پس جب کوئی تحریک یا شورش اٹھے، خواہ اس کے ساتھ ملک وملت اور مذہب کے تحفظ کا کتنا بڑا دعویٰ اور لیبل کیوں نہ ہو، اسے فوراً قبول کرنے سے پہلے، اس کا شرعی واخلاقی اور آئینی اعتبار سے جائزہ لے لینا اور اس پر غور کرلینا اور یہ دیکھ لینا ضروری ہے کہ اس کے اندر درپردہ کیا ہورہا ہے، اور ساتھ ہی اس کے طریقہ کار کا بھی مذکورہ اصولوں کی روشنی میں جائزہ لے لینا ضروری ہے۔

تاکہ غیر شعوری طور پر ملک وملت کے دشمنوں یا ذاتی مفادات حاصل کرنے والوں کے ہاتھوں استعمال ہونے یا پھر اس کے نتیجہ میں بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

(سورہ بقرہ: قسط نمبر159، آیت نمبر248) مفتی محمد رضوان

آلِ موسیٰ وآلِ ہارون کی باقیات کی برکت

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورۃ البقرۃ، رقم الآیۃ ۲۴۸)

ترجمہ: اور کہا ان کو ان کے نبی نے کہ بے شک اس کی حکومت کی نشانی یہ ہے کہ آئے گا تمہارے پاس صندوق، جس میں ہوگا سکون تمہارے رب کی طرف سے، اور بقیہ ان چیزوں کا جو چھوڑا موسیٰ کی آل نے اور ہارون کی آل نے، اٹھائیں گے اس کو فرشتے، بے شک اس میں نشانی ہے تمہارے لیے اگر ہو تم مومن (سورہ بقرہ)

پیچھے سے بنی اسرائیل کے ایک نبی اور بنی اسرائیل کے ایک گروہ کا واقعہ چل رہا ہے، جس میں بنی اسرائیل کے ایک گروہ نے نبی سے قتال کے لیے ایک بادشاہ کو بھیجنے کی درخواست کی تھی۔

جس پر اللہ کے نبی نے اللہ کی طرف سے طالوت کو بادشاہ مقرر کرنے کا فیصلہ سنایا تھا۔

مذکورہ آیت میں طالوت بادشاہ کی علامت ونشانی کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ طالوت بادشاہ کی علامت یہ ہوگی کہ فرشتے اس کے ساتھ آلِ موسیٰ و آلِ ہارون کی باقیات ومتروکات اٹھا کر چلیں گے، جو کہ ان کے زمانہ میں جہاد وقتال میں فتح و کامیابی کا ذریعہ ہوا کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے طالوت کے برحق بادشاہ ہونے کی یہ علامت مقرر کردی گئی تھی۔

حضرت طالوت کی حکومت وبادشاہت کی نشانی میں آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے باقیات کا ذکر کیا گیا ہے، جس میں ان کے متروکات وملبوسات تھے، جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء وصلحاء کے باقیات ومتروکات اور ملبوسات وغیرہ باعثِ خیر وبرکت ہوتے ہیں۔

قرآن وسنت کے دوسرے دلائل سے بھی انبیاء وصلحاء کے آثار کی برکت کا ثبوت ملتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص مبارک سے ان کے والد کی بینائی بحال ہونے کا قرآن مجید میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ یوسف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هَذَا فَأَلْقُوهُ عَلَى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا وَأْتُونِي بِأَهْلِكُمْ أَجْمَعِينَ. وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيرُ قَالَ أَبُوهُمْ إِنِّي لَأَجِدُ رِيحَ يُوسُفَ لَوْلَا أَنْ تُفَنِّدُونِ. قَالُوا تَاللَّهِ إِنَّكَ لَفِي ضَلَالِكَ الْقَدِيمِ. فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ أَلْقَاهُ عَلَى وَجْهِهِ فَارْتَدَّ بَصِيرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ لَكُمْ إِنِّي أَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ (سورة یوسف، رقم الآیات ۹۳ الیٰ ۹۶)

ترجمہ: (حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ) لے جاؤ میری یہ قمیص، پھر ڈال دو میرے والد کے چہرہ پر، ان کی بینائی لوٹ آئے گی، اور لے آؤ تم میرے پاس اپنے سب گھر والوں کو پھر جب (حضرت یوسف کے پاس سے) قافلہ روانہ ہوا تو کہا ان کے باپ (حضرت یعقوب) نے کہ بے شک پاتا ہوں میں یوسف کی خوشبو، اگر تم مجھے دیوانہ نہ سمجھو، لوگوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! بے شک تو یقیناً پرانی بھول بھلیوں میں مبتلا ہے۔ پھر جب خوشخبری دینے والا آیا تو اس نے وہ کرتہ اس (یعقوب) کے منہ پر ڈال دیا، جس سے ان کی دونوں آنکھوں کی بینائی لوٹ آئی، انہوں نے کہا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ بے شک میں اللہ کی طرف سے وہ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (سورہ یوسف)

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کی قمیص کے چہرہ پر ڈالنے سے بصارت کا واپس آ جانا اس بات کی علامت ہے کہ انبیاء وصلحاء کے آثار وباقیات اور متروکات باعثِ برکت ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ مولیٰ اسماء بنتِ ابی بکر سے روایت ہے کہ حضرت اسماء نے فرمایا کہ:

هَذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيَّ جُبَّةَ طَيَالِسَةٍ كِسْرَوَانِيَّةٍ لَهَا لِبْنَةُ دِيبَاجٍ، وَفَرْجَيْهَا مَكْفُوفَيْنِ بِالدِّيبَاجِ، فَقَالَتْ: هَذِهِ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ حَتَّى قُبِضَتْ، فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا، فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرْضَى يُسْتَشْفَى بِهَا (مسلم،

رقم الحدیث ۲۰۶۹ "۱۰")

ترجمہ: یہ رسول اللہ کا جبہ ہے، پھر انہوں نے میرے سامنے ایک جبہ نکالا، جو طیالسی کسروانی جبہ تھا، اور اس کا گریبان دیباج کا تھا، اور اس کے دامن پر دیباج کی بیل تھی، حضرت اسماء کہتی ہیں کہ یہ جبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا، پھر ان کے انتقال کے بعد یہ میں نے لے لیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیبِ تن فرمایا کرتے تھے، پھر ہم اس جبہ کو دھو کر (اس کا پانی) شفاء کے لئے بیماروں کو پلاتے ہیں (مسلم)

مذکورہ حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس کا باعثِ برکت ہونا معلوم ہوا۔

حضرت ابنِ سیرین سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِعَبِيدَةَ عِنْدَنَا مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصَبْنَاهُ مِنْ قِبَلِ أَنَسٍ أَوْ مِنْ قِبَلِ أَهْلِ أَنَسٍ فَقَالَ :لَأَنْ تَكُونَ عِنْدِي شَعَرَةٌ مِنْهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۱۷۰)

ترجمہ: میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بال ہیں، ہم نے انہیں حضرت انس کے پاس سے یا (یہ کہا کہ) انس کے گھر والوں کے پاس سے حاصل کیا ہے، ابو عبیدہ نے فرمایا کہ اگر ان بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہو ،تو وہ مجھے تمام دنیا و کائنات سے زیادہ محبوب ہوگا (بخاری)

اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں بلکہ ایک بال کی بھی برکت و اہمیت معلوم ہوئی۔

حضرت عثمان بن عبداللہ بن موہب سے روایت ہے کہ:

أَرْسَلَنِي أَهْلِي إِلَى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِنْ مَاءٍ -وَقَبَضَ إِسْرَائِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ -فِيهِ شَعَرٌ مِنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهُ، فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ، فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا (صحیح البخاری،رقم الحدیث ۵۸۹۶)

ترجمہ: میرے گھر والوں نے مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پانی کا ایک پیالہ دے کر بھیجا، اور اسرائیل (راوی) نے تین انگلیوں سے پیشانی کے بال پکڑے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے (یعنی اسرائیل راوی کی عملی صراحت کے مطابق یہ نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی پیشانی کے بال تھے) جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی تکلیف ہوتی، تو وہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس (اپنا) برتن بھیج دیتا (جس میں وہ بال ڈال کر پانی پینے سے نظر سے حفاظت ہوجاتی) حضرت عثمان کہتے ہیں کہ میں نے اس میں جھانک کر دیکھا تو مجھے چند سرخ بال نظر آئے (بخاری)

حضرت عبدالحمید بن جعفر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ : اِعْتَمَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُمْرَةٍ اِعْتَمَرَهَا، فَحَلَقَ شَعَرَهٗ، فَاسْتَبَقَ النَّاسُ إِلٰى شَعَرِهٖ، فَسَبَقْتُ إِلَى النَّاصِيَةِ فَأَخَذْتُهَا، فَاتَّخَذْتُ قَلَنْسُوَةً فَجَعَلْتُهَا فِيْ مُقَدِّمَةِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَمَا وُجِّهْتُ فِيْ وَجْهٍ إِلَّا فُتِحَ لِيْ (مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٧١٨٣)

ترجمہ: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا، اس عمرہ کے واقعہ میں، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (احرام سے فراغت کے وقت) اپنے سر کا حلق فرمایا (یعنی سر منڈوایا) تو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کی طرف سبقت کرنے لگے (تا کہ آپ کے بالوں کو حاصل کریں) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشانی کے بالوں کو حاصل کیا، پھر میں نے اپنی ٹوپی لی، اور ان بالوں کو میں نے اپنی ٹوپی کے سامنے کی جانب ٹانک لیا، پھر جب مجھے کسی محاذ پر بھی بھیجا گیا، تو مجھے (ان بالوں کی برکت سے) فتح عطا کی گئی (ابویعلیٰ)

امام حاکم نے حضرت خالد بن ولید کے مذکورہ واقعہ کو مندرجہ ذیل طریقہ پر روایت کیا ہے کہ:

أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، فَقَدَ قَلَنْسُوَةً لَهٗ يَوْمَ الْيَرْمُوْكِ فَقَالَ : اُطْلُبُوْهَا فَلَمْ

يَجِدُوهَا، ثُمَّ طَلَبُوهَا فَوَجَدُوهَا، وَإِذَا هِيَ قَلَنْسُوَةٌ خَلِقَةٌ، فَقَالَ خَالِدٌ: اِعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَأْسَهُ، وَابْتَدَرَ النَّاسُ جَوَانِبَ شَعْرِهِ، فَسَبَقْتُهُمْ إِلٰى نَاصِيَتِهِ فَجَعَلْتُهَا فِي هٰذِهِ الْقَلَنْسُوَةِ، فَلَمْ أَشْهَدْ قِتَالًا وَهِيَ مَعِيَ إِلَّا رُزِقْتُ النَّصْرَ؟ (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۵۲۹۹)

ترجمہ: یرموک کے دن حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی گم ہوگئی، تو انہوں نے فرمایا کہ اس کو تلاش کرو، تو (تلاش کرنے سے) لوگوں کو وہ ٹوپی نہیں مل سکی، پھر تلاش کرتے کرتے وہ ٹوپی مل گئی، اور وہ ایک بوسیدہ اور پرانی ٹوپی تھی (لوگوں کو تعجب ہو ہوگا کہ اتنی بے وقعت ٹوپی کی تلاش کا اتنا اہتمام؟) تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ کیا، پھر اپنا سر منڈوایا، تو لوگ آپ کے بال حاصل کرنے کے لئے دوڑے، تو میں نے آپ کی پیشانی کے بال حاصل کر لئے، پھر میں نے ان کو اس ٹوپی میں محفوظ کرلیا، پس وہ دن ہے، اور آج کا دن ہے کہ اس ٹوپے کے ساتھ جب بھی میں کسی جنگ کے موقع پر حاضر ہوا، تو (اس کی برکت سے) مجھ کو فتح یابی حاصل ہوتی رہی (حاکم)

مذکورہ روایات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں سے برکت اور فتح وکامیابی کا حاصل ہونا معلوم ہوا۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک برکت کے طور پر حاصل کرتے تھے، جو پھر تابعین اور اگلے لوگوں کی طرف بھی منتقل ہوئے، جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء وصلحاء کے بالوں کو برکت کے طور پر رکھنا جائز ہے، جب تک شرعی حدود وقیود کا لحاظ کیا جائے۔

حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا قِرْبَةٌ مُعَلَّقَةٌ، فَشَرِبَ مِنْهَا وَهُوَ قَائِمٌ، فَقَطَعَتْ فَمَ الْقِرْبَةِ؛ تَبْتَغِي بَرَكَةَ مَوْضِعِ فِي رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (سنن ابن ماجه، رقم الحديث

www.idaraghufran.og

۳۴۲۳، کتاب الاشربة، باب الشرب قائما، باسناد صحیح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر تشریف لائے، اور (اس وقت) وہاں ایک مشکیزہ لٹکا ہوا تھا، جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ لگا کر کھڑے کھڑے پانی پیا، تو حضرت کبشہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے اس مشکیزے کا منہ کاٹ لیا (اور یہ حصہ تبرک کے طور پر محفوظ رکھ لیا) تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگی ہوئی جگہ سے برکت حاصل کریں (ابنِ ماجہ)

مذکورہ صحابیہ نے برکت کے طور پر اس مشکیزہ کا منہ کاٹ کر اپنے پاس رکھا تھا، کیونکہ اس جگہ کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک اور لعابِ دہن مَس ہوا تھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَفَلَ فِي رِجْلِ عَمْرِو بْنِ مُعَاذٍ حِينَ قُطِعَتْ رِجْلُهُ، فَبَرَأَ (صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۶۵۰۹، باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرو بن معاذ کے پیر پہ اپنا لعابِ دہن لگا دیا، جب ان کا پیر کاٹ دیا گیا تھا، تو اس سے وہ صحت یاب ہو گئے (ابنِ حبان)

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ، وَمَعَهُ بِلاَلٌ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ :أَلاَ تُنْجِزُ لِي مَا وَعَدْتَنِي؟ فَقَالَ لَهُ :أَبْشِرْ فَقَالَ :قَدْ أَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ أَبْشِرْ، فَأَقْبَلَ عَلَى أَبِي مُوسَى وَبِلاَلٍ كَهَيْئَةِ الغَضْبَانِ، فَقَالَ :رَدَّ البُشْرَى، فَاقْبَلاَ أَنْتُمَا قَالاَ :قَبِلْنَا، ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيهِ مَاءٌ، فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيهِ وَمَجَّ فِيهِ، ثُمَّ قَالَ :اشْرَبَا مِنْهُ، وَأَفْرِغَا عَلَى وُجُوهِكُمَا وَنُحُورِكُمَا وَأَبْشِرَا . فَأَخَذَا القَدَحَ فَفَعَلاَ، فَنَادَتْ أُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ :أَنْ أَفْضِلاَ لِأُمِّكُمَا، فَأَفْضَلاَ لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً (بخاری، رقم الحدیث ۴۳۲۸)

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب آپ مکہ اور مدینہ کے

درمیان ’’جعرانہ‘‘ میں تشریف فرماتھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال بھی تھے ،ایک دیہاتی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکرعرض کیا کہ کیا آپ مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا نہ فرمائیں گے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا کہ بشارت حاصل کرو، اس نے عرض کیا کہ آپ بارہا بشارت بشارت فرما چکے ہیں، تو آپ نے غصہ کی حالت میں ابوموسیٰ اور بلال کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اس نے تو بشارت کو قبول نہ کیا، لہٰذا تم اسے قبول کرو، انہوں نے کہا کہ ہم نے بشارت کو قبول کیا ،پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا اور اپنے ہاتھ اور منہ دھوکر اس میں کلی کی، پھر ان دونوں سے فرمایا کہ اس سے پیو، اور اپنے چہروں اور سینوں پر چھڑک لو اور بشارت حاصل کرو، انہوں نے پیالہ لے لیا اور ایسا ہی کیا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کے پیچھے سے پکار کر کہا کہ اپنی ماں کے (یعنی میرے) لئے بھی کچھ چھوڑ دینا تو انہوں نے ان کے لئے بھی ایک حصہ چھوڑ دیا (بخاری)

مذکورہ حدیث سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالۂ مبارکہ اور مستعمل پانی سے برکت کا حاصل کرنا معلوم ہوا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ بَيْتَ أُمِّ سُلَيْمٍ فَيَنَامُ عَلَى فِرَاشِهَا، وَلَيْسَتْ فِيهِ، قَالَ :فَجَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ فَنَامَ عَلَى فِرَاشِهَا، فَأُتِيَتْ فَقِيلَ لَهَا: هَذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَامَ فِي بَيْتِكِ، عَلَى فِرَاشِكِ، قَالَ فَجَاءَتْ وَقَدْ عَرِقَ، وَاسْتَنْقَعَ عَرَقُهُ عَلَى قِطْعَةِ أَدِيمٍ، عَلَى الْفِرَاشِ، فَفَتَحَتْ عَتِيدَتَهَا فَجَعَلَتْ تُنَشِّفُ ذَلِكَ الْعَرَقَ فَتَعْصِرُهُ فِي قَوَارِيرِهَا، فَفَزِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :مَا تَصْنَعِينَ؟ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ نَرْجُو بَرَكَتَهُ لِصِبْيَانِنَا، قَالَ :أَصَبْتِ (مسلم، رقم الحديث ٢٣٣١ ”٨٤“)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اِم سُلیم (جو حضرت انس کی والدہ اور نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خالہ تھیں) کے گھر میں تشریف لاتے تھے، پھران کے بستر پر سوجاتے تھے، اورامِ سلیم اس وقت گھر پر نہیں ہوتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے، پھران کے بستر پر سوگئے، پھرامِ سلیم آئیں، ان سے کہا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، جو آپ کے بستر پر سوگئے ہیں، تو وہ ایک شیشی لائیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا ہوا تھا، اور آپ کا پسینہ چمڑے کے بستر کے ٹکڑے پر جمع تھا، توام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک شیشی کھولی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک پونچھ پونچھ کراس میں ڈالنے لگیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھبرا گئے اور فرمانے لگے، اے ام سلیم یہ کیا کر رہی ہو، ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم اپنے بچوں کے لئے اس پسینے سے برکت کی امید رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے (مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطَعًا، فَيَقِيلُ عِنْدَهَا عَلَى ذَلِكَ النِّطَعِ قَالَ :فَإِذَا نَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ، فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ قَالَ :فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الوَفَاةُ، أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ، قَالَ :فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ (صحيح البخاری، رقم الحديث ٦٢٨١)

ترجمہ: ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چمڑے کا بستر بچھایا کرتی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں اس فرش پر (دوپہر کو بعض دفعہ) قیلولہ فرماتے تھے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سوجاتے، تو حضرت امِّ سلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ اور ٹوٹے ہوئے بال لے کر ایک شیشی میں جمع کرلیتیں، پھراس کو خوشبو میں ملا لیتیں (راوی کا بیان ہے کہ) جب حضرت انس کی وفات کا وقت قریب آیا، تو انہوں نے مجھے یہ وصیت کی کہ اس خوشبو میں سے میرے حنوط (یعنی غسل کے بعد جسم پر لگائی جانے والی خوشبو) میں ملا دینا، چنانچہ ان کے حنوط میں وہ ملائی گئی (بخاری)

Idara Ghufran

مذکورہ اور اس جیسے دلائل سے انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے آثار اور متروکات وبقایات کا باعثِ برکت ہونا معلوم ہوتا ہے، بہت سے علماء وفقہاء نے صلحاء کے آثار میں بھی یہی حکم بیان فرمایا ہے، وہ الگ بات ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے آثار کی برکت ونورانیت، دوسرے صلحاء سے زیادہ ہوتی ہے، لیکن شرعی حدود وقیود کا لحاظ بہرحال ضروری ہے۔

(تفصیل اور دلائل کے لیے ہماری کتاب ''متبرک مقامات وآثار کے فضائل واحکام'' ملاحظہ فرمائیں)

جلد 1

علمی وتحقیقی رسائل

مصنّف
مفتی محمد رضوان

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَةِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَةِ الْمُصَاهَرَةِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابة والاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

جلد

علمی وتحقیقی رسائل

مصنّف
مفتی محمد رضوان

(1)...صبح صادق وکاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)... کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیة وفقهیة حول تحدید مواقیت الصلاة.
(4)... کیفیةُ التحقق من صحة مواقیت الصلاة فی التقاویم.

جلد

علمی وتحقیقی رسائل

مصنّف
مفتی محمد رضوان

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَةُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَةِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم

بسلسلہ: اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام　　اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

ماہِ ربیعُ الاٰخر

اسلامی سال کے چوتھے مہینے ”ربیعُ الاٰخر“ جس کو ”ربیعُ الثَّانی“ بھی کہا جاتا ہے

کے متعلق شرعی احکام

اس مہینہ کے حوالہ سے معاشرے میں رائج منکرات ومفاسد اور غلط فہمیوں پر

مدلَّل ومفصَّل کلام

اور ماہِ ربیعُ الاٰخر کے تاریخی واقعات وحالات

مصنِّف

مفتی محمد رضوان

حُسنِ معاشرت

اور

آدابِ زندگی

(Beauty of Civilization and Manners of Life)

اچھی معاشرت اور طرزِ زندگی گزارنے، رہنے سہنے، ایک دوسرے سے ملنے جلنے

لین ودین کرنے، تہذیب وشرافت والی زندگی بسر کرنے کے مختصر، جامع اور سہل

آداب واحکام اور زندگی میں کام آنے والی مفید باتوں اور آدابِ زندگی کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان

صدقہ کے فضائل

اور

بکرے کا صدقہ

شرعی صدقہ پر مُرتَّب ہونے والے عظیم فضائل وفوائد

صدقہ کی حقیقت ومفہوم اور اس کی مختلف صورتیں

شرعی صدقہ کے مقاصد اور مقبول صدقہ کی شرائط

صدقہ میں بے جا قیود اور فضول پابندیوں کے نقصانات

بکرے کے مروّجہ صدقہ کا شرعی حکم اور بکرے کے صدقہ

کرنے کی نیت کر لینے اور منت مان لینے کے بعد شرعی حکم

عباداتِ مالیہ سے متعلق شرعی وفقہی قواعد وضوابط

مصنّف

مفتی محمد رضوان

بسلسلہ: اصلاحِ معاشرہ

رِشتہ داروں

سے متعلق

فضائل واحکام

نسب، خاندان، برادری اور قبیلہ وغیرہ کی حقیقت اور اس کا درجہ ومرتبہ

رشتہ داروں سے صلہ رحمی کے فضائل وفوائد اور قطع رحمی کے قبائح ونقصانات

صلہ رحمی کی تاکید اور قطع رحمی کی وعید، صلہ رحمی اور قطع رحمی کی حقیقت اور صورتیں،

والدین سے صلہ رحمی، بہن بھائیوں، اولاد، زوجین اور دیگر اقرباء کے ساتھ صلہ رحمی

صلہ رحمی کے طریقے اور صلہ رحمی وحسنِ سلوک سے متعلق احکام وآداب

اور مختلف قسم کے رشتہ داروں کے بارے میں احکام

مصنّف

مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

ایمان کی حالت میں فوت ہونے کی فضیلت

کئی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص توحید کا عقیدہ رکھنے کی حالت میں فوت ہو جائے، تو اللہ اس کی ایک نہ ایک دن مغفرت کر کے جنت میں داخل فرما دے گا، اگرچہ وہ اپنے گناہوں کی سزا پا کر جنت میں داخل کیوں نہ ہو۔

اوراس کے برعکس جو شرک کا عقیدہ رکھنے کی حالت میں فوت ہو جائے، وہ جہنم میں داخل ہوگا، اور اس پر جنت حرام ہوگی، اس سلسلہ میں چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ :يَا رَسُولَ اللهِ، مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ فَقَالَ :مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ (مسلم، رقم الحديث ١٥١ ”٩٣“)

ترجمہ: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جنت اور جہنم کو واجب کرنے والی کیا چیزیں ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا ، وہ جنت میں داخل ہوگا، اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے کسی چیز کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا وہ جہنم میں داخل ہوگا (مسلم)

یعنی جنت کا مستحق بنانے والی چیز توحید ہے، اور جہنم کا مستحق بنانے والی چیز شرک ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ " (مسند احمد،رقم الحديث ١١٧٥١ ، حديث صحيح)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس حال میں فوت ہوا کہ اس نے

اللہ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنایا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ :قَالَ لِی جِبْرِیلُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِکَ لاَ یُشْرِکُ بِاللَّهِ شَیْئًا دَخَلَ الجَنَّةَ، أَوْ لَمْ یَدْخُلِ النَّارَ، قَالَ :وَإِنْ زَنَی وَإِنْ سَرَقَ؟ قَالَ :وَإِنْ(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۲۲۲)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبریل نے یہ کہا کہ آپ کی امت میں سے جو کوئی اس حالت میں مرے گا کہ اس نے اللہ کے ساتھ شرک نہ کیا، تو وہ جنت میں داخل ہوگا یا فرمایا کہ جہنم میں نہیں جائے گا، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ (اس نے زنا اور چوری کی ہو) (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں فوت ہوگیا، اگرچہ زنا اور دوسرے گناہ کیوں نہ کرتا ہو، تو اللہ کے فضل سے یا توبہ وتلافی کر کے فوت ہونے سے براہِ راست بھی جنت میں داخل ہوسکتا ہے، ورنہ تو گناہوں کی سزا پا کر ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوجائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ: " اعْلَمْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ یَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ "(مسند احمد،رقم الحدیث ، رقم الحدیث ۱۲۳۳۲ ، حدیث صحیح باسناد حسن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم یہ بات جان لو کہ جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ ’’لا الٰـہ الا اللہ‘‘ کی گواہی دیتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُولُ :إِنِّی لَأَعْلَمُ کَلِمَةً لَا یَقُولُهَا عَبْدٌ حَقًّا مِنْ قَلْبِهِ فَیَمُوتُ عَلَی ذَلِکَ إِلَّا حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَی النَّارِ، لَا

إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث ۲۴۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں ایک ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ کوئی شخص اس کو سچے دل سے پڑھتے ہوئے اسی حال میں فوت ہو جائے، تو اللہ اس پر جہنم کو حرام کردے گا، وہ کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' ہے (حاکم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال رسول الله -صلَّى الله عليه وسلم " :-من كان آخرُ كلامهِ لا إله إلا اللهُ دخل الجنة (سنن أبی داود، رقم الحدیث ۳۱۱۶،باب فی التلقین)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کا آخری کلام ''لا الٰــــہ الا اللہ'' ہوا، وہ جنت میں داخل ہوگا (ابوداؤد)

آخری کلام ''لا الٰــہ الا اللہ'' ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ شرک سے بری ہو کر اور توحید کی حالت میں فوت ہوا، اسی کا کئی احادیث میں دوسرے انداز میں ذکر آیا ہے، جیسا کہ گزرا۔

اور توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان لانا بھی داخل ہے، جس کا بعض دوسری احادیث میں ذکر آیا ہے۔

چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ يَقُولُ: " مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ حرمه الله على النار "(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۲۰۲)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور محمد، اللہ کے رسول ہیں، تو جہنم کی آگ اس پر حرام ہے (ابنِ حبان)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهِ، دَخَلَ الْجَنَّةَ "(مسند احمد، رقم الحدیث ۲۲۰۰۳)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ ’’لا اله الا الله ‘‘اور’’محمد رسول الله ‘‘ کی گواہی سچے دل سے دیتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا (مسند احمد)

سچے دل سے گواہی دینے کا مطلب یہ ہے کہ دل میں اس کا پختہ یقین ہو، اور شک وشبہ نہ ہو۔

مذکورہ احادیث میں توحید کے ساتھ رسالت پر ایمان لانے کا ذکر بھی ہے۔

اور بعض دوسری احادیث میں باقی بنیادی ایمان والی چیزوں کا بھی ذکر ہے۔

چنانچہ حضرت ابو سلمٰی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " بَخٍ بَخٍ، لَخَمْسٌ مَا أَثْقَلَهُنَّ فِي الْمِيزَانِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَسُبْحَانَ اللهِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ، وَالْوَلَدُ الصَّالِحُ يُتَوَفَّى فَيَحْتَسِبُهُ، وَالِدَاهُ "وَقَالَ: " بَخٍ بَخٍ لِخَمْسٍ مَنْ لَقِيَ اللهَ مُسْتَيْقِنًا بِهِنَّ دَخَلَ الْجَنَّةَ،يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَبِالْجَنَّةِ، وَالنَّارِ، وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْحِسَابِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٦٦٢)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں کیا خوب ہیں اور میزان عمل میں کتنی بھاری ہیں ،ایک’’لا الہ الا اللہ‘‘ دوسری’’ اللہ اکبر‘‘ تیسری’’سبحان اللہ‘‘ چوتھی’’الحمدللہ‘‘اور پانچویں’’وہ نیک اولاد جو فوت ہو جائے اور اس کے والدین اس پر صبر کریں‘‘ اور فرمایا کہ پانچ چیزیں کیا خوب ہیں، جو شخص ان پانچوں پر یقین رکھتے ہوئے اللہ سے ملے گا وہ جنت میں داخل ہوگا، ایک’’اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو‘‘ دوسرے’’ جنت پر ایمان رکھتا ہو‘‘ تیسرے’’جہنم پر ایمان رکھتا ہو‘‘ چوتھے’’موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونے پر ایمان رکھتا ہو، پانچویں’’حساب کتاب پر ایمان رکھتا ہو‘‘(مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، حَدَّثَهُ :أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ " :يَا

مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ "قَالَ :لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ، قَالَ " :لَا يَشْهَدُ عَبْدٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، ثُمَّ يَمُوتُ عَلَى ذَلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ " قَالَ :قُلْتُ:أَفَلَا أُحَدِّثُ النَّاسَ؟ قَالَ " :لَا، إِنِّي أَخْشَى أَنْ يَتَّكِلُوا عَلَيْهِ

(مسند احمد،رقم الحديث ٢٢٠٠٩)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اے معاذ بن جبل! انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول میں حاضر ہوں اور اطاعت کے لیے حاضر ہوں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں فوت ہوا کہ وہ ''لا الہ الا اللہ '' کی گواہی دیتا ہو، وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے عرض کیا کہ میں لوگوں کو یہ بات نہ بتا دوں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کہ نہیں مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسی پر بھروسہ کر کے بیٹھ جائیں گے (مسند احمد)

مطلب یہ ہے کہ جو بھی توحید و ایمان کی حالت میں فوت ہوا، وہ ایک نہ ایک دن جنت میں ضرور داخل ہوگا، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی موقع پر یہ بات لوگوں کو بتانا اس لیے مناسب نہ سمجھا کہ کہیں لوگ اعمال کی اہمیت کو نظر انداز نہ کردیں، اور ایمان پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ جائیں۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " يُدْخِلُ اللهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ بِرَحْمَتِهِ، وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ: انْظُرُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا حُمَمًا قَدِ امْتَحَشُوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرِ الْحَيَاةِ، أَوِ الْحَيَا، فَيَنْبُتُونَ فِيهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ إِلَى جَانِبِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَوْهَا كَيْفَ تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً؟ (مسلم، رقم الحديث ٣٠٤ "١٨٤")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ جب جنت میں اہلِ جنت کو داخل فرمادے گا، جس کو اپنی رحمت سے چاہے گا داخل فرمائے گا، اور اہلِ جہنم کو جہنم میں داخل

فرمادے گا، تو اس کے (کچھ عرصہ گزرنے اور آخری درجہ کے مومنوں کے عذاب پا لینے کے) بعد اللہ فرمائے گا کہ تم ان کو تلاش کرو، جن کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، پھر انہیں جہنم سے نکال دو، پس جہنم میں سے لوگوں کو نکالا جائے گا، جو جل کر کوئلہ کی طرح ہو چکے ہوں گے، پھر انہیں ''نهر الحياة ''یا ''نهر الحيا'' میں ڈالا جائے گا، جس سے ان کے جسم پر اس طرح تازہ کھال اُگ جائے گی، جس طرح دانہ، مٹی والے پانی سے اُگ جاتا ہے، کیا نہیں دیکھتے تم اسے کہ وہ مٹی سے زردی مائل ہو کر کس طرح اُگ جاتا ہے (مسلم)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان کی حالت میں فوت ہونے والے گناہ گار مومنوں کو ان کی بداعمالیوں کے مناسب سزا دی جائے گی، بعد میں سزا پا لینے کے بعد انہیں جہنم سے نکالا جائے گا، اسی مضمون کو دوسری احادیث میں اس طرح تعبیر کیا گیا ہے کہ توحید رسالت اور ایمان کی حالت پر فوت ہونے والا جنت میں داخل ہوگا۔ [1]

---

[1] فنقرر أولا أن مذهب أهل السنة بأجمعهم من السلف الصالح وأهل الحديث والفقهاء والمتكلمين على مذهبهم من الأشعريين أن أهل الذنوب فى مشيئة الله تعالى وأن كل من مات على الإيمان وتشهد مخلصا من قلبه بالشهادتين فإنه يدخل الجنة فإن كان تائبا أو سليما من المعاصى دخل الجنة برحمة ربه وحرم على النار بالجملة فإن حملنا اللفظين الواردين على هذا فيمن هذه صفته كان بينا وهذا معنى تأويلى الحسن والبخارى وإن كان هذا من المخلطين بتضييع ما أوجب الله تعالى عليه أو بفعل ما حرم عليه فهو فى المشيئة لا يقطع فى أمره بتحريمه على النار ولا باستحقاقه الجنة لأول وهلة بل يقطع بأنه لابد من دخوله الجنة آخرا وحاله قبل ذلك فى خطر المشيئة إن شاء الله تعالى عذبه بذنبه وإن شاء عفا عنه بفضله ويمكن أن تستقل الأحاديث بنفسها ويجمع بينها فيكون المراد باستحقاق الجنة ما قدمناه من إجماع أهل السنة أنه لا بد من دخولها لكل موحد إما معجلا معافى وإما مؤخرا بعد عقابه والمراد بتحريم النار تحريم الخلود خلافا للخوارج والمعتزلة فى المسئلتين ويجوز فى حديث من كان آخر كلامه لا إله إلا الله دخل الجنة أن يكون خصوصا لمن كان هذا آخر نطقه وخاتمة لفظه وإن كان قبل مخلطا فيكون سببا لرحمة الله تعالى إياه ونجاته رأسا من النار وتحريمه عليها بخلاف من لم يكن ذلك آخر كلامه من الموحدين المخلطين وكذلك ما ورد فى حديث عبادة من مثل هذا ودخوله من أى أبواب الجنة شاء يكون خصوصا لمن قال ما ذكره النبى صلى الله عليه وسلم وقرن بالشهادتين حقيقة الإيمان والتوحيد الذى ورد فى حديثه فيكون له من الأجر ما يرجح على سيئاته ويوجب له المغفرة والرحمة ودخول الجنة لأول وهلة إن شاء الله تعالى(شرح النووى، ج ١، ص ٢١٩ و ٢٢٠، كتاب الايمان، باب الدليل على أن من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا)

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

شاہ ولی اللہ صاحب کا فقہ واجتہاد میں توسع واعتدال (قسط 6)

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کے متعلق شاہ صاحب کا موقف

’’حجۃ اللہ البالغۃ‘‘ میں نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

وصفة الصلاة عليه أن يقيم الإمام بحيث يكون الميت بينه وبين القبلة ويصف الناس خلفه ويكبر أربع تكبيرات يدعو فيها للميت ثم يسلم، وهذا ما تقرر في زمان عمر رضي الله عنه، واتفق عليه جماهير الصحابة .ومن بعدهم وإن كانت الأحاديث متخالفة في الباب .ومن السنة قراءة فاتحة الكتاب لأنها خير الأدعية وأجمعها، علمها الله تعالى عباده في محكم كتابه (حجة الله البالغة، ج ٢ ص ٧٥، باب حكاية حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، أذكار الصلاة وهيأتها المندوب إليها، الجنائز)

ترجمہ: اور میت پر نمازِ جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ امام، میت اور قبلہ کے درمیان کھڑا ہو، اور لوگ اس کے پیچھے صف بنائیں، اور (نمازِ جنازہ میں) چار تکبیرات کہے، جس میں میت کے لیے دعاء کرے، پھر سلام پھیر دے، اور یہ طریقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں طے ہوگیا تھا، جس پر جمہور صحابۂ کرام اوران کے بعد کے حضرات کا اتفاق ہوگیا تھا، اگرچہ اس باب میں احادیث ایک دوسرے کے مخالف واقع ہوئی ہیں (جن میں بعض دوسرے طریقوں کا بھی ذکر آیا ہے) اور (نمازِ جنازہ میں) سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا بھی سنت ہے، کیونکہ سورہ فاتحہ تمام دعاؤں میں بہترین اور جامع ترین دعاء ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنی محکم کتاب (یعنی قرآن مجید) میں تعلیم دی ہے (حجۃ اللہ البالغۃ)

www.idaraghufran.og

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں نمازِ جنازہ کے اندر، سورہ فاتحہ کے پڑھنے کے سنت ہونے کے قول کو اختیار فرمایا ہے، اور اس کو جامع دعاء قرار دیا ہے۔

نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ پڑھنے کے متعلق فقہائے کرام کے اقوال مختلف ہیں۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت فرض ہے۔

جبکہ مالکیہ کے نزدیک اور حنفیہ کے مشہور مذہب کے مطابق نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں ہے۔

البتہ اگر کوئی شافعیہ وحنابلہ کے اختلاف کی رعایت کی خاطر سورہ فاتحہ پڑھے، تو مالکیہ کے نزدیک حرج نہیں، اور بعض حنفیہ کا بھی یہی قول ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ مکروہ نہیں، بلکہ جائز یا مسنون ومستحب ہے، خواہ دعاء کی نیت نہ ہو (ہمارے نزدیک یہی قول راجح ہے)

لیکن بعض حنفیہ کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو قرائت کے طور پر پڑھنا مکروہ ہے، اور دعاء وثنا کے طور پر مکروہ نہیں۔ [1]

حضرت ابنِ عباس اور دیگر حضرات کی بعض روایات میں نمازِ جنازہ کے اندر سورہ فاتحہ کی قرائت کو "سنت" قرار دیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] ذهب الحنفية والمالكية :إلى أنه ليس فى صلاة الجنازة قراء ة، وما ثبت عنه فى قراء تها إنما كان يقرأ فى سبيل الثناء لا على وجه القراء ة .ولقول ابن مسعود رضى الله عنه :إن النبى صلى الله عليه وسلم لم يوقت فيها قولا، ولا قراء ة ولأن ما لا ركوع فيه لا قراء ة فيه، كسجود التلاوة.

وذهب الشافعية والحنابلة إلى وجوب قراء ة سورة الفاتحة فى صلاة الجنازة، فقد ثبت عن ابن عباس رضى الله عنهما -أنه صلى على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب فقال :إنه من السنة، أو من تمام السنة فعن أم شريك قالت :أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم -أن نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب .وأيضا هو داخل فى عموم قوله -صلى الله عليه وسلم :-لا صلاة لمن لم يقرأ بأم القرآن ولأنها صلاة يجب فيها القيام فوجبت فيها القراء ة كسائر الصلوات.

أما بالنسبة لقراء ة السورة التى بعد الفاتحة فقد ذهب جمهور الفقهاء إلى عدم قراء تها؛ لأن صلاة الجنازة شرع فيها التخفيف ولهذا لا يقرأ فيها بعد الفاتحة شيء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۵، ص ۲۹۱، ماده،سورة)

[2] عن طلحة، قال :صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما، ح حدثنا محمد بن كثير، أخبرنا سفيان، عن سعد بن إبراهيم، عن طلحة بن عبد الله بن عوف، قال :صليت خلف ابن عباس رضى الله عنهما على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب قال :ليعلموا أنها سنة(صحيح البخارى، رقم الحديث ۱۳۳۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جن سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو پڑھنا سنت ہے، کیونکہ اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ میں اکثر حضرات کے نزدیک راجح یہ ہے کہ صحابی کی طرف سے کسی عمل کو سنت قرار دینا مرفوع حدیث کا درجہ رکھتا ہے۔ [1]

اس کے پیشِ نظر متعدد حنفی حضرات نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو سنت یا کم از کم جائز قرار دیا ہے۔

امام احمد بن محمد قدوری حنفی (المتوفیٰ:428ہجری) ''قدوری'' میں فرماتے ہیں:

والصلاة :أن یکبر تکبیرۃ یحمد الله تعالی عقیبها ثم یکبر تکبیرۃ ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم یکبر تکبیرۃ یدعو فیها لنفسه وللمیت وللمسلمین ثم یکبر تکبیرۃ رابعة ویسلم (المختصر القدوری، ص ۲۱، باب الجنائز)

ترجمہ: اور نمازِ جنازہ کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ایک تکبیر کہے، جس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرے، پھر دوسری تکبیر کہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، پھر تیسری تکبیر کہہ کر اپنے لیے اور میت کے لیے اور مسلمانوں کے لیے دعاء کرے، پھر چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے (قدوری)

مذکورہ عبارت میں پہلی تکبیر کے بعد اللہ کی حمد کا ذکر مطلق ہے، اور اللہ کی حمد جس طرح ''سبحانک اللھم'' سے ہوتی ہے، اسی طرح ''سورۃ الفاتحہ'' سے بھی ہوتی ہے، اسی لیے اس سورت کا ایک نام ''سورۃ الحمد'' بھی ہے۔

امام احمد بن محمد قدوری حنفی (المتوفیٰ:428ہجری) اپنی کتاب ''التجرید'' میں فرماتے ہیں:

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

عن طلحةَ بن عبد الله بن عوف، قال :صلیتُ مع ابن عباسٍ علی جنازۃ، فقرأ بفاتحة الكتابِ، فقال :إنها من السُّنَّةِ(سنن أبی داود، رقم الحدیث ۳۱۹۸، باب ما یقرأ علی الجنازۃ)

قال شعیب الارنؤوط:إسناده صحیح(حاشیة سنن ابی داؤد)

عن سعید ، أن ابن عباس قرأ علی جنازۃ وجهر ، وقال :إنما فعلته لتعلموا أن فیها قراء ۃ(مُصنف ابن أبی شیبة ، رقم الحدیث ۱۱۵۱۸ ،من کان یقرأ علی الجنازۃ بفاتحة الكتاب)

[1] ومن المقرر فی أصول الحدیث، وأصول الفقه، أن قول الصحابی من السنة کذا، له حکم الحدیث المرفوع(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج ۲۰ ص ۱۷۰، مادة ''خیار المجلس'')

www.idaraghufran.og

قال أصحابنا :القراء ة فی صلاة الجنازة لا تجب ولا تكره.

وقال الشافعی :واجبة.احتجوا :بما روی فی حدیث جابر -رضی الله عنه :-(أن النبی -صلی الله علیه وسلم - كبر علی میت أربعا، وقرأ بفاتحة الكتاب بعد التكبیرة الأولی)

قلنا :هذا یدل علی الجواز، ونحن لا نمنع من ذلک؛ لأنه یجوز أن یقرأ بدلا من الدعاء ، والكلام فی الوجوب، وفعله علیه الصلاة والسلام لا یدل علی الوجوب (التجرید للقدوری، ج۳،ص ۱۱۱۴،مسائل الجنائز،مسألة،القراء ة فی صلاة الجنازة لا تجب ولا تكره)

ترجمہ: ہمارے اصحاب نے فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرائت کرنا نہ تو واجب ہے نہ مکروہ ہے۔اورامام شافعی نے فرمایا کہ واجب ہے،امام شافعی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے کہ ’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے نمازِ جنازہ میں چار تکبیرات کہیں،اور پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت کی‘‘۔

ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا جائز ہونا ثابت ہوتا ہے،اور ہم اس کے جائز ہونے کو منع نہیں کرتے، کیونکہ یہ بات جائز ہے کہ دعاء کے بدل کے طور پر سورہ فاتحہ کی قرائت کی جائے،اور اصل کلام سورہ فاتحہ کی قرائت کے واجب ہونے میں ہے،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اس کے واجب ہونے پر دلالت نہیں کرتا(التجرید)

امام قدوری رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حنفیہ کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت جائز ہے،ممنوع اور ناجائز نہیں، کیونکہ سورہ فاتحہ ثناء ودعاء پر مشتمل ہے،اور نمازِ جنازہ بھی ثناء اور دعاء پر مشتمل ہے، لہٰذا سورہ فاتحہ ثناء ودعاء سے خارج نہیں،اور اسی وجہ سے اس کا نمازِ جنازہ میں پڑھنا بے محل نہیں۔

ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ حنفیہ کا شافعیہ وغیرہ سے اصل اختلاف نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کے واجب ہونے میں ہے،اور احادیث وروایات سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کے

وجوب پر دلالت نہیں پائی جاتی، بلکہ نفسِ ثبوت اور جواز پر دلالت پائی جاتی ہے۔

امام قدوری رحمہ اللہ نے حنفیہ کے مسلک کو بیان کرتے ہوئے، سورہ فاتحہ کی قرائت کے جواز میں دعاء کی نیت کی قید نہیں لگائی، بلکہ شافعیہ وغیرہ سے اختلاف میں مطلق قرائت کے وجوب وعدمِ وجوب پر اس مسئلہ کا مدار رکھا، جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یہ اختلاف سورہ فاتحہ کی مطلق قرائت کے سلسلہ میں ہے، دعاء کی نیت وغیرہ کی قید کے بغیر۔

متعدد حضرات نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت سے متعلق حنفیہ کا یہی موقف بیان فرمایا ہے۔

اور ہم بھی اس مسئلہ میں حنفیہ کے نزدیک صاحبِ قدوری کے موقف کو راجح سمجھتے ہیں، اور یہ حکم فی نفسہٖ ہے، جہاں تک اختلافی مسائل میں رعایت کی وجہ سے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کا تعلق ہے، تو وہ مستحب سے کم نہیں، اگرچہ مستحب لغیرہٖ ہو، جبکہ بعض حضرات احادیث میں ''سنت'' کا لفظ آنے کی وجہ سے اس کو ''سنت لعینہٖ'' قرار دیتے ہیں۔

علاء الدین علی بن عثمان ابن الترکمانی حنفی (المتوفیٰ:750ہجری) فرماتے ہیں:

ومذهب الحنفية ان القراء ة فی صلاة الجنازة لا تجب ولا تكره ذكره القدوی فی التجريد (الجوهر النقی علی سنن البيهقی، ج۴، ص ۳۹، باب القراء ة فی صلاة الجنازة)

ترجمہ: اور حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرائت کرنا، نہ تو واجب ہے، اور نہ ہی مکروہ ہے، اس کو امام قدوری نے تجرید میں ذکر کیا ہے (الجوہر النقی)

ابنِ ترکمانی نے بھی حنفیہ کا موقف امام قدوری کی تصریح کے مطابق جواز کا بیان فرمایا ہے۔

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1353ہجری) فرماتے ہیں:

وهی جائزة عندنا أيضا كما فی التجريد للقدوری (فيض البارى على صحيح البخارى، ج۳، ص ۵۲، باب قراء ة فاتحة الكتاب على الجنازة)

ترجمہ: اور نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت ہمارے نزدیک بھی جائز ہے، جیسا کہ امام قدوری کی تجرید میں ہے (فیض الباری)

اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ترمذی کی شرح ''العرف الشذی'' میں فرماتے ہیں:

لا يجب الفاتحة فى صلاة الجنازة، وعند مالك وأبى حنيفة ولو قرأها فلا بأس، وقال الشافعي :إن قراء ة الفاتحة فريضة (العرف الشذى شرح سنن الترمذى، ج ۲،ص ۳۲۸،باب ما جاء فى القراء ة على الجنازة بفاتحة الكتاب)

ترجمہ: نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت واجب نہیں ہے، اور امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اگر سورہ فاتحہ کی قرائت کی جائے، تو اس میں حرج نہیں، اور امام شافعی نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ کی قرائت فرض ہے (العرف الشذی)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ کشمیری رحمہ اللہ کے نزدیک بھی صاحبِ قدوری کی تصریح کے مطابق حنفیہ کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت جائز ہے، جس میں نیتِ دعاء کی قید نہیں۔

حنفیہ میں سے ابوالبرکات علامہ حسن شرنبلالی رحمہ اللہ کا اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ ہے، جس میں انہوں نے مدلل انداز میں یہی موقف اختیار فرمایا ہے کہ نمازِ جنازہ میں قرائت کی نیت سے سورہ فاتحہ پڑھنا مکروہ نہیں، بلکہ کم از کم بلا کراہت جائز ہے۔

حنفیہ میں سے علامہ عبدالحیئ لکھنوی رحمہ اللہ نے بھی اسی موقف کو ترجیح دی ہے۔

علامہ حسن بن عمار بن یوسف شرنبلالی حنفی (المتوفیٰ:1069ہجری) ''دررالحکام'' کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

وقال فى الولوالجية إن قرأ الفاتحة بنية الدعاء لا بأس به، وإن قرأها بنية القراء ة لا يجوز اهـ أقول نفى الجواز فيه تأمل لأنا رأينا فى كثير من مواضع الخلاف استحباب رعايته كإعادة الوضوء من مس الذكر والمرأة فيكون رعاية صحة الصلاة بقراء ة الفاتحة على قصد القرآن كذلک بل اولى لأن الإمام الشافعي يفرضها فى الجنازة فتأمل (حاشية الشرنبلالى،علىٰ درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج ۱، ص ۱۶۳، صلاة الجنازة)

ترجمہ: اور ولوالجیہ میں فرمایا کہ ''اگر سورہ فاتحہ کی قرائت، دعاء کی نیت سے کرے، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر قرائت کی نیت سے کرے، تو پھر جائز نہیں''۔

میں کہتا ہوں کہ جواز کی نفی میں تأمل ہے، کیونکہ ہم نے بہت سے اختلافی مسائل میں اختلاف کی رعایت کا مستحب ہونا دیکھا ہے، جیسا کہ مسِ ذکر اور مسِ مرأۃ سے وضو کا اعادہ کرنا، پس سورہ فاتحہ کی قرائت نمازِ جنازہ کی صحت کی رعایت کے لیے، قرآن کی نیت سے یہی حکم رکھے گی، بلکہ بدرجہ اولیٰ اس کا حکم ہوگا، کیونکہ امام شافعی نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو فرض قرار دیتے ہیں، اس پر آپ کو غور کر لینا چاہئے (حاشیہ شرنبلالی)

ہم نے علامہ شرنبلالی کے مذکورہ موقف پر غور کیا، تو ہمیں بھی ان کے قول کی طرف رجحان ہوا، اور علامہ شامی رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف سے اس پر جو اعتراض وشبہ کیا گیا، اس کی طرف ہمارا رجحان نہ ہوا، جس کی تفصیل ہم نے اپنے اس موضوع پر مستقل رسالہ ''نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا حکم'' میں ذکر کر دی ہے۔

ابوالبرکات علامہ حسن بن عمار بن یوسف شرنبلالی حنفی (المتوفیٰ:1069ہجری) اپنی تالیف ''مراقی الفلاح'' میں فرماتے ہیں:

"وسننها أربع "الأولى "قيام الإمام بحذاء "صدر "الميت ذكرا كان "الميت "أو أنثى "لأنه موضع القلب ونور الإيمان "و "الثانية "الثناء بعد التكبيرة الأولى "وهو سبحانك اللهم وبحمدك إلى آخره وجاز قراءة الفاتحة بقصد الثناء كذا نص عليه عندنا وفي البخاري عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه صلى على جنازة فقرأ بفاتحة الكتاب وقال" :لتعلموا أنه من السنة "وصححه الترمذي وقد قال أئمتنا بأن مراعاة الخلاف مستحبة وهي فرض عند الشافعي رحمه الله تعالى فلا مانع من قصد القرآنية بها خروجا من الخلاف وحق الميت (مراقي الفلاح شرح متن نور الإيضاح، ص۲۱۸، باب أحكام الجنائز، فصل الصلاة عليه)

ترجمہ: اور نمازِ جنازہ کی چار سنتیں ہیں، پہلی امام کا میت کے سینہ کے بالمقابل کھڑا ہونا، خواہ میت مرد ہو یا عورت ہو، کیونکہ یہ موضع قلب اور موضعِ نورِ ایمان ہے، اور

دوسری سنت پہلی تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا ہے، اور ثناء ’’سبحانک اللھم وبحمدک، الخ‘‘ ہے، اور سورہ فاتحہ کی بقصدِ ثناء قرائت کرنا بھی جائز ہے، ہمارے نزدیک اسی طرح منصوص ہے، اور بخاری میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھی، اور سورہ فاتحہ کی قرائت کی، اور فرمایا تاکہ تم جان لو کہ یہ سنت ہے، اس کو امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے، اور ہمارے ائمہ کا قول یہ ہے کہ فقہائے کرام کے اختلاف کی رعایت مستحب ہے، اور سورہ فاتحہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرض ہے، پس سورہ فاتحہ کی قرائت سے قرآن کا قصد کرنے میں کوئی مانع نہیں، اختلاف سے خروج اور حقِ میت کے لیے (مراقی)

اس سے معلوم ہوا کہ علامہ شرنبلالی کے نزدیک نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کو بنیتِ قرائت پڑھنے میں بھی مانع نہیں، اختلاف سے خروج اور میت کے حق کی وجہ سے، کیونکہ میت کا حق اس کے لیے دعاء کرنا ہے، اور دعاء کے آداب میں سے ثناء پڑھنا بھی ہے، جبکہ سورہ فاتحہ، اعلیٰ درجہ کی ثناء ودعاء ہے، اسی لیے نماز کی ہر رکعت میں اس کو رکھا گیا ہے۔

علامہ احمد بن محمد طحطاوی (المتوفیٰ: 1231ہجری) نے ’’حاشیۃ الطحطاوی علیٰ مراقی الفلاح‘‘ میں علامہ شرنبلالی کے مذکورہ موقف پر کلام کیا ہے، مگر ہمیں علامہ شرنبلالی کے موقف سے ہی اتفاق معلوم ہوا، جس کی تفصیل ہم نے اپنے مستقل رسالہ ’’نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا حکم‘‘ میں ذکر کردی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی ’’موطأ‘‘ میں فرمایا کہ نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔[1]

علامہ عبدالحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ (1304ہجری) امام محمد کے مذکورہ قول کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

قولہ :لا قراءۃ ...إلی آخرہ. أقول :یحتمل أن یکون نفیا للمشروعیۃ المطلقۃ فیکون إشارۃ إلی الکراھۃ وبہ صرح کثیر من

[1] قال محمد :وبھذا نأخذ، لا قراءۃ علی الجنازۃ، وھو قول أبی حنیفۃ رحمہ اللہ (موطأ للامام محمد بن الحسن، باب الصلاۃ علی المیت والدعاء)

www.idaraghufran.og

أصحابنا المتأخرين حيث قالوا :يكره قراءة الفاتحة فی صلاة الجنازة وقالوا :لو قرأها بنية الدعاء لا بأس به.

ويحتمل أن يكون نفيا للزومه فلا يكون فيه نفی الجواز وإليه مال حسن الشرنبلالی من متأخری أصحابنا حيث صنف رسالة سماها بـ " النظم المستطاب لحكم القراء ة فی صلاة الجنازة بأم الكتاب "ورد فيها على من ذكر الكراهة بدلائل شافية وهذا هو الأولى لثبوت ذلك عن رسول الله صلى الله عليه و سلم وأصحابه (التعليق الممجد على موطأ محمد شرح لموطأ برواية محمد بن الحسن، ج۲،ص ۱۱۲ ،باب الصلاة على الميت والدعاء)

ترجمہ:امام محمد کا یہ قول کہ ''نمازِ جنازہ میں قرائت نہیں ہے'' میں کہتا ہوں کہ امام محمد کے اس قول میں مطلق مشروعیت کی نفی کا احتمال بھی ہے،جس سے سورہ فاتحہ کے مکروہ ہونے کی طرف اشارہ ہوگا،اوراسی کی ہمارے بہت سے متاخرین اصحاب نے تصریح کی ہے،اس طور پر کہ انہوں نے نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کومکروہ قرار دیا ہے،اور فرمایا کہ اگر دعاء کی نیت سے سورہ فاتحہ کی قرائت کرے،تو کوئی حرج نہیں۔

اورامام محمد کے اس قول میں لزوم کی نفی کا بھی احتمال ہے،اس احتمال کی بنیاد پر سورہ فاتحہ کے جائز ہونے کی نفی نہیں ہوگی،اوراسی کی طرف ہمارے متاخرین اصحاب میں سے علامہ حسن شرنبلالی کا میلان ہے،انہوں نے ایک رسالہ تصنیف فرمایا ہے،جس کا نام ہے''النظم المستطاب لحكم القراء ة فی صلاة الجنازة بأم الكتاب''۔

اورانہوں نے اس رسالہ میں ان حضرات پر شافی دلائل کے ذریعہ رَد کیا ہے،جو کراہت کا ذکر کرتے ہیں،اور یہ دوسرا احتمال جس کا علامہ شرنبلالی نے ذکر کیا،اولیٰ ہے،کیونکہ (نمازِ جنازہ میں) سورہ فاتحہ کی قرائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متعدد صحابۂ کرام سے ثابت ہے(التعلیق المجد)

علامہ عبدالحییٔ لکھنوی رحمہ اللہ''شرح وقایہ'' کے حاشیہ''عمدۃ الرعایۃ'' میں فرماتے ہیں:

قوله :خلافا للشافعی؛ فإن عنده یقرأ الفاتحة بعد التکبیرة الأولی، وھو الأقوی دلیلا، وھو الذی اختارہ الشرنبلالی من أصحابنا وألف فیه رسالة، وذلک لقول أبی أمامة :السنة فی الصلاة علی الجنازة أن یقرأ بفاتحة الکتاب، ویصلی علی النبی -صلی الله علیه وسلم -، ثم یخلص الدعاء للمیت ثم یسلم، أخرجه اسماعیل القاضی فی کتاب الصلاة علی رسول الله -صلی الله علیه وسلم -، وأخرج الشافعی والحاکم وغیرھما أنه قال :من السنة فی صلاة الجنازة أن یکبر ثم یقرأ بفاتحة الکتاب سرا فی نفسه، ثم یصلی علی النبی -صلی الله علیه وسلم -ویخلص الدعاء ، ثم یسلم سرا، وفی الباب أخبار وآثار ذکرناھا فی إمام الکلام فیما یتعلق بالقراء ة خلف الإمام (عمدة الرعایة بتحشیة شرح الوقایة، ج۳،ص۷ ۹ ،کتاب الصلاة،باب الجنائز)

ترجمہ: ماتن کا یہ قول کہ ”امام شافعی کا اختلاف ہے“ یعنی امام شافعی کے نزدیک پہلی تکبیر کے بعد،سورہ فاتحہ کی قرائت کی جائے گی ،اور یہ(یعنی پہلی تکبیر کے بعد سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا) دلیل کے اعتبار سے زیادہ قوی ہے،جس کو ہمارے اصحاب میں سے علامہ شرنبلالی نے اختیار فرمایا ہے،اوراس پرانہوں نے ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے،اور یہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے اس قول کی وجہ سے ہے کہ نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کی قرائت کرنا سنت ہے،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا، پھراس سے فارغ ہوکر میت کے لیے اخلاص کے ساتھ دعاء کرنا بھی سنت ہے، پھر(چوتھی تکبیر کے بعد) سلام پھیرا جائے گا،اس کو اسماعیل قاضی نے ”**کتاب الصلاة علی رسول الله صلی الله علیه وسلم**“ میں روایت کیا ہے۔ [1]

---

[1] عن الزھری قال : سمعت أبا أمامة بن سھل بن حنیف ، یحدث سعید بن المسیب قال : إن السنة فی صلاة الجنازة أن یقرأ بفاتحة الکتاب ، ویصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ، ثم یخلص الدعاء للمیت حتی یفرغ ، ولا یقرأ إلا مرة واحدة ثم یسلم فی نفسه (فضل الصلاة علی النبی لإسماعیل بن إسحاق، رقم الحدیث ۹۰)

اور امام شافعی اور امام حاکم وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ ’’نمازِ جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر کہے، پھر سورہ فاتحہ کی آہستہ آواز میں قرائت کرے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اور اخلاص کے ساتھ دعاء کرے، پھر آہستہ آواز میں نماز پڑھے‘‘ اور اس سلسلہ میں بہت سی احادیث اور آثار ہیں، جن کو ہم نے اپنی تالیف ’’إمام الكلام فيما يتعلق بالقراء ة خلف الإمام‘‘ میں ذکر کردیا ہے (عمدۃ الرعایۃ)

علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ کے رسالہ ’’إمام الكلام فيما يتعلق بالقراء ة خلف الإمام‘‘ کی متعلقہ عبارت اور علامہ شرنبلالی کا رسالہ ترجمہ سمیت ہم نے اپنے رسالہ ’’نمازِ جنازہ میں سورہ فاتحہ کا حکم‘‘ میں نقل کردیا ہے، جس میں علامہ شامی اور دیگر فقہائے کرام کی عبارات اور اس سلسلہ میں وارِد ہونے والی احادیث وروایات اور مختلف شبہات کے جوابات بھی مذکور ہیں، جن سے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کے مندرجہ بالا موقف کی تائید ہوتی ہے۔

TOYOTA
GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA
GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
این ای-3956، چکلالہ روڈ
بالمقابل پی ایس او پٹرول پمپ
چاہ سلطان، راولپنڈی
Ph:051-5702727
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph:051- 5530500
5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com

مقالات ومضامین

مفتی محمد امجد حسین

روحانی، مجرد قوتیں سب ہی مقدس نہیں ہوتیں

روحانیات کا مغالطہ

بہت سے عام مسلمانوں میں یہ مغالطہ بکثرت پایا جاتا ہے، بلکہ عوام کے ساتھ ساتھ بعض پڑھے لکھے، سمجھدار اور علم کا اچھا خاصا ذوق، درک اور علوم میں شغف رکھنے والوں کو بھی اس قسم کی غلط فہمیوں یا خوش فہمیوں میں مبتلا دیکھا گیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں، جو بھی چیز دنیا کے عام طبیعاتی قوانین سے ہٹ کر ہوگی، سبب ومسبب کے عادی اور رائج نظامِ کائنات سے ماورئی ہوگی، روح اور تجرّ دو لطافت کا کوئی بھی کرشمہ ومظاہرہ ان کے سامنے آئے گا، یا واقعات وتاریخ میں اس قسم کی چیزوں سے وہ واقف ہوں گے، تو اس میں تقدس اور عند اللہ مقبولیت کا فوراً اعتقاد رکھ لیں گے، بلاوجہ مرعوبیت اور غیر معمولی ذہنی وباطنی تاثر اس سے لیں گے، پھر اس مرعوبیت وتاثر کے تحت جو طرزِ عمل اپنائیں گے یا ذہنی اعتقاد جمائیں گے، تو بسا اوقات وہ خود ایمان واسلام کے منافی اور قرآن وسنت کے واضح وصریح نصوص سے متصادم ہوگا، اللہ سے دوری، شرک یا الحاد کی کسی چھوٹی یا بڑی قسم میں مبتلا ہونے کا باعث بنے گا۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔ اس باب میں ان کا حال گویا کہ یہ ہوتا ہے:

''جتنے کالے باپ کے سالے''

جادو، جوگ، نظر بندی، مسمریزم

یہ لوگ کیوں یہ بھول جاتے ہیں کہ دنیا میں ہمیشہ (ماضی میں بھی اور آج بھی) روزمرہ کے عادی اور طبیعاتی سرگرمیوں، مظاہر، حالات وواقعات کی طرح (جس میں مادی وحسی لگے بندھے ظاہری اسباب سے چیزیں وجود میں آتیں، پھلتی پھولتی اور فنا ہوتی ہیں) ٹیلی پیتھی اور ہپناٹزم کے خیالی ونفسیاتی سلسلے بھی رہے ہیں، جس میں خیالی ودماغی قوتوں سے دوسروں کے اذہان وشعور کو متاثر کیا

www.idaraghufran.og

جاتا ہے، پیام رسانی کی جاتی ہے، دوسروں کے دل و دماغ میں اپنی پسند کی بات، چیز، تھیوری یا عقیدہ ڈالا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس کی بصارت وسماعت پر اثر ڈال کر اس کو شنوائی اور بینائی اپنی مرضی کی یا ایسی خیالی چیزوں کی کرائی جاتی ہے، جن کا فی نفسہٖ کوئی حقیقی وجود ہی نہیں ہوتا، نظر بندی کا کھیل تو ہمیشہ مداریوں اور بازاری بھڑووں کا ایک ناٹک رہا ہے، جو عام میلوں ٹھیلوں میں یہ ناٹک رچا رچا کر میلے لوٹ لیتے ہیں، اور اپنی پیٹ پوجا کا دھندہ اس رذیل مشغلے سے چلائے رکھتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ سفلی حرکتیں کر کے لوگ غوث، قطب یا ابدال ہو گئے ہیں؟

سحر، کفر اور فساد کا پٹارہ

اسی طرح سحر اور جادو کا معاملہ ہے، جس میں کفریہ وشرکیہ چلے کاٹ کر، شیاطین، خبیث روحوں اور سرکش جنات سے ناطہ جوڑ کر، شر وشرارت کی باتوں اور کاموں میں ان کا ہم نوا اور ماتحت ہو کر جادو کے سفلی مظاہر سے دنیا جہان کو فساد سے بھر دیا جاتا ہے، میاں بیوی میں جدائی کرادی جاتی ہے، بھائی کو بھائی سے بھڑادیا جاتا ہے، گھرانوں، خاندانوں اور انسانی برادریوں میں دشمنی وعداوت کی آگ بھڑکا دی جاتی ہے، شیرِ مرد کڑیل جوانوں کو بستر مرگ پر لٹا دیا جاتا ہے، خوف و ہراس اور وحشت ودہشت کا بگل وہاں وہاں بج جاتا ہے، جہاں جہاں زندگی مسکرارہی ہوتی ہے، چوکڑیاں مارتی اور اٹھکیلیاں کھیل رہی ہوتی ہے، اور یہ سب کچھ ظاہری اسباب اور روزمرہ کے معلوم و معروف طبیعاتی مظاہر کے تحت نہیں ہو رہا ہوتا، ظاہری اسباب اس فتنہ وشر کے دور دور تک نظر نہیں آرہے ہوتے، بلکہ پر اسراریت کے دبیز پردے ہی تاحدِّ نگاہ پھیلے ہوئے ہوتے ہیں۔

اگر عام طبیعاتی قوانین اور نظامِ کائنات کے تحت غنڈوں اور بدمعاشوں کا جتھہ مسلح ہو کر آپ پر حملہ آور ہو، ریچھ بھیڑیوں اور شیر و چیتوں کے غول چڑھ آئیں، اور خون ریزی وسفّاکی کا مظاہرہ کریں، بم و بارود، تلوار اور بندوق سے کوئی فساد پر تل جائے، تو یہ سب ظاہری، مادی اسباب کے تحت کی سرگرمیاں ہیں، ان سے ایسے ہی اسباب کے تحت نمٹا جا سکتا ہے، تھانے، کچہری، ملکی قواعد و قوانین اور حکومت وریاست کی مدد لی جا سکتی ہے۔

لیکن یہ سفلی جادوئی اعمال، نظر بندی، ٹیلی پیتھی، مسمریزم اور ہپناٹزم کے ناٹک ایک طرح کی پر اسراریت اور ماورائیت لیے ہوتے ہیں، خصوصاً سحر، غیر طبیعاتی مادی شر ہے، جس میں مجرد شریر قوتوں، خبیث اور شیطانی روحوں کی مدد سے فساد وضرر کا مظاہرہ ہوتا ہے، ان کا توڑ یا ان کا سامنا بھی پھر ہمیشہ کرنے والوں نے انہی راہوں سے کیا ہے، ورنہ مذکورہ طبیعاتی چارہ سازی تو یہاں بیکارِ محض ہے۔

سحر جیسے مجرد تصرفات کی تاریخ قدیم ہے

آسمانی صحائف، اور خود قرآن میں انسانی تاریخ کے ماضی کے ایسے کتنے محیّر العقول واقعات ثبت و محفوظ ہیں، موسیٰ علیہ السلام کے جادوگروں کے واقعات، فراعنہ کے اہرامِ مصر اور ان کی جادوئی وسفلی سائنس، جن کی پر اسراریت سے آج بھی انسان مبہوت وششدر ہے، اسی طرح بابل کے ہاروت ماروت اور بابل وعراق کا جادو وسحر، حضرت سلیمان کے دور میں شیطانوں کی شرارتیں اور یروشلم ودمشق میں جادوئی سرگرمیاں، یہ سب کچھ کیا مقدس صحائف اور قرآن کی آیات بیّنات میں انسان کی ماضی کی ہسٹری کے طور پر محفوظ ومعلوم نہیں؟

روحانی تصرفات گمراہ لوگ بھی کر سکتے ہیں

اسی طرح ہندو اور بدھ مت کے جوگیوں اور تارک الدنیا درویشوں کے جوگ اور روحی مجرّد قوتوں اور سرگرمیوں کے واقعات صفحاتِ تاریخ میں محفوظ ہیں، اور خود برصغیر ووسطی ایشیاء میں مسلم صوفیاء کا ایسے درویشوں سے سامنا اور باہم چیلنج ومقابلہ یہ سب چیزیں تاریخ کا حصہ ہیں۔ [1]

حضرت معین الدین چشتی اجمیری کا دلّی واجمیر کے سادھوؤں، ساحروں، جوگیوں اور ملنگوں سے مقابلہ اور حق کی فتح، جس میں ایک طرف سے جوگ، جادو، سحر، نظر بندی اور شیطانوں سے استمداد

---

[1] معاصر دنیا میں تبت کے لاماؤں کی محیر العقول باطنی وروحی قوتیں اور ان قوتوں وصلاحیتوں کے بل بوتے پر عجیب وغریب سرگرمیاں اور کرشمہ سازیاں، اسی طرح برما، نیپال، ہندوستان کے جوگیوں اور سادھوؤں کی پراسرار کارگزاریاں، جس کا جادو یورپ و امریکا کی ماڈرن دنیا کے بھی سر چڑھ کر بول رہا ہے، ان ملکوں میں لاموں اور سادھوؤں کی سرگرمیوں پر لوگ لٹّو وفریفتہ ہو جاتے ہیں، اور جوگ ومسمریزم کا کاروبار چلا کر یہ لامے، سادھو، خوب پیسہ بناتے اور مال کماتے ہیں، ان چیزوں کی تفصیلات، واقعات، پر تو خود مغربی دانشوروں کی طرف سے لٹریچر اور تصنیفی کام پچھلی صدی بھر میں کافی کچھ آ چکا ہے، تبت کے لاماؤں کی بعض کارگزاریوں کے لیے (جو انگلش سے اردو میں ترجمہ شدہ ہیں) ملاحظہ ہو، ڈاکٹر غلام جیلانی برق مرحوم کی کتاب ''من کی دنیا''۔

www.idaraghufran.og

کے محیر العقول مظاہر تھے، تو دوسری طرف سے ایک خدا مست درویش کی قوتِ ایمانی، غیبی خدائی امداد اور کشف و کرامات کے برحق مظاہر تھے۔

انہی واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے ہمارے فقہاء نے یہ نتیجہ نکالا ہے، جس پر خود نصوص بھی شاہد ہیں کہ ریاضتیں اور مجاہدے کر کے روحانی قوتوں کو قوی کیا جا سکتا ہے، تجرّد اور روحی لطافت حاصل کی جا سکتی ہے، اس کے لیے ایمان بھی شرط نہیں، بلاتفریق مومن و کافر جو بھی روحی ریاضتیں کرے گا، جسم کو مشقت میں ڈال کر روح کی قوتوں کو چلہ کشی، بھوک پیاس، حبسِ دم (سانس روکنا) وغیرہ سے گزارے گا، تو اس کی روح میں پوشیدہ کمالات (اللہ نے روح میں بڑی قوتیں اور کمالات رکھے ہیں) جسمانی حصار کو توڑ کر ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گے، اور روح چونکہ دنیا کی عام طبیعاتی و مادی چیز نہیں، لہٰذا اس کے مظاہر بھی مادی و حسی دنیا کے قواعد و قوانین سے ہٹ کر غیر معمولی طور پر ظاہر ہوں گے۔

روحی تصرفات اور شرک و مظاہر پرستی

دیکھا جائے تو کفار و مشرکین کی مظاہر پرستی اور شرک کا باعث اسی طرح کی سرگرمیاں بنتی رہی ہیں، شیطان انسانوں میں سے ہمیشہ اپنے کچھ چیلے چن کر (جن کو خود بھی ایسے ڈھونگ برپا کرنے اور انسانوں سے اپنا کلمہ پڑھانے کی طلب و خواہش رہتی ہے) ان کو جادوئی، سفلی کمالات کے حصول اور روح کو ریاضتوں سے گزار کر روحی کمالات کے مظاہرے پر برانگیختہ کرتے رہے۔

عام لوگ پھر انہی مجرّد، محیر العقول لطیف مظاہر سے مرعوب ہو کر یا ان کی عظمت کا معتقد ہو کر انبیاء کرام کے بتائے ہوئے سیدھے راستے سے منحرف ہوتے رہے (جو انسانوں کو خدا پرستی کی بالکل سیدھی، سادہ اور فطری تعلیم دیتے تھے) جس میں اس طرح کے تماشے اور غیر معمولی ڈھونگ نہیں ہوتے تھے، بلکہ یہ تھا کہ انسان دنیا میں انسان بن کر رہے، اس سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے، اور خدا کے جو حقوق اس پر ہیں، مثلاً یہ کہ اس کو اپنا رب و معبود، خالق، مالک، رازق سمجھے، نفع نقصان کا مالک سمجھے، عبودیت کے تقاضے صرف اسی کے لیے بجالائے، اور مخلوق کے جو حقوق ہیں، مثلاً بیوی کے، شوہر کے، اولاد کے، رشتہ داروں کے، والدین کے، پڑوسیوں کے، دوستوں کے، آقاء و مالکوں کے، ماتحت و ملازموں کے، باہم گاہک و دوکاندار کے، وہ بجالائے، ظلم نہ کرے، خیانت نہ کرے،

حرص و لالچ نہ کرے، جزا و سزا پر یقین رکھے، اللہ کے سامنے پیشی پر یقین رکھے، تقدیر پر عقیدہ رکھے، حسد و منافقت نہ کرے، وغیرہ وغیرہ۔

یہ انبیاء علیہم السلام کی ہمیشہ تعلیمات رہی ہیں، یہ عملی زندگی کے متعلق پورا ایک نظام تھا، گو انبیاء علیہم السلام معجزات بھی حسبِ حالات دکھاتے رہے، لیکن اصل مطالبہ ان کا انسانوں سے ایمان و اعمال کے ذریعے ایک پابند اور نظم وضبط پر مشتمل زندگی گزارنے کا تھا۔

پس کام چور لوگ اور سوسائٹیاں جو ذمہ داریوں سے بھاگنا چاہتی تھیں، اپنی خواہشات پر مبنی من مانی زندگی گزارنا چاہتی تھیں، ان کو انبیاء علیہم السلام کی یہ باتیں کیوں کر راس آتیں، اور گوارا ہوتیں؟ اس سے تو ان کی آزادی پر قدغن لگتی، من مانی ختم ہوتی، خواہش پرستی پر روک لگتی، حق تلفیوں، ظلم اور خیانتوں کے آگے بند بندھتا، اس کی بنسبت شیطانوں اور شیطان صفت انسانوں کی مداریوں اور ڈگڈگیوں کے بجنے پر اور ان پر ناچنے تھرکنے پر ان کے نفس کو زیادہ لذت ملتی، خواہشاتِ نفسانی کی تسکین ہوتی تھی، اسی طرح انسانوں میں نافرمانوں اور نافرمانیوں کی ہمیشہ کثرت رہی ہے۔ وَإِنَّ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ لَفَاسِقُونَ (سورة المائدة، رقم الآية ۴۹)

ترجمہ: اور اکثر لوگ تو نافرمان (ہوتے) ہیں (سورہ مائدہ)

اللہ خیر کرے!

خدا خیر کرے، دجال کو یہ مذکورہ تمام شیطانی کرشمے اور مجرد ولطیف قوتیں اور مظاہرے ہر زمانے سے زیادہ وسعت، قوت، کثرت اور شدت کے ساتھ بغرضِ امتحان عطا ہوں گے، یہ لوگ جو چھوٹے موٹے ڈھونگیوں، مداریوں، جادوگروں، جوگیوں، اور کچھ روحی قوت مجاہدے کرکے حاصل کر لینے والے شیطان صفت ملنگوں کے جھانسے میں کھڑے کھڑے ہی آجاتے ہیں، دجالی کرشموں سے جو بظاہر سائنس وٹیکنالوجی کی مرعوب کن راہوں سے جدیدیت کے لبادے میں اور شہوانیت کے سانچے میں ڈھل کر ظاہر ہوں گے، بلکہ ظاہر ہو چکے ہیں، اور ہو رہے ہیں، ان سے کیسے بچیں گے؟ اور کتنے بچ رہے ہیں!

فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَهُوَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ.

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ذی الحجہ: آٹھویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۵۷ھ: میں حضرت فخر الدین عثمان بن یوسف بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم انصاری نویری مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ ص ۱۷۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۶۰ھ: میں حضرت محمد بن علی بن عبدالعزیز بن مصطفیٰ بن قطروانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۱۸۲)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۶۱ھ: میں حضرت صدر الدین محمد بن محمد بن محمد بن مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج ۱ ص ۲۵۸)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۶۲ھ: میں حضرت ابوزرعہ احمد بن عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمٰن عراقی مصری رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة ، ج۳ ص ۸۰)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۶۷ھ: میں حضرت شمس الدین ابوالثناء محمود بن خلیفہ بن محمد بن خلف منبجی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ ص ۲۷۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۰ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن محمد بن محمد بن سلیمان بن موسیٰ عفیف الدین نشاوری مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ ص ۶۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۱ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن احمد بن عمر بن محمد سکری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ ص ۷۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۱ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف انصاری خزرجی سبکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة ، ج۳ ص ۱۰۶)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۳ھ: میں حضرت عثمان بن محمد بن ابی بکر بن حسن حرانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی ، ج۲ ص ۱۷۳)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۳ھ: میں حضرت ابوالخیر محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ ہاشمی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۲۷)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۹ھ: میں حضرت ابواسحاق ابراہیم بن یحیٰی بن محمد بن حمود بن ابی بکر بن مکی صنہاجی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۴۵۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۷۹ھ: میں برہان الدین حضرت ابراہیم بن یحیٰی بن محمد بن حمود بن ابی بکر بن مکی صنہاجی زنوری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(الدرر الکامنة فی أعیان المائة الثامنة لابنِ حجر العسقلانی، ج ۱ ص ۸۸)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۸۰ھ: میں حضرت ابومحمد ضیاء بن سعداللہ بن محمد بن عثمان عفیفی قزوینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج۳ ص ۹۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۸۰ھ: میں حضرت محمد بن محمد بن سعید بن عمر بن علی صغانی ہندی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۲۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۸۴ھ: میں حضرت عز الدین عبدالعزیز بن عبدالحیی بن عبدالخالق سیوطی مصری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۱۳۰)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۹۲ھ: میں حضرت شیخ زین الدین عمر بن مسلم بن سعید بن عمر بن بدر دمشقی قرشی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الحفاظ للسیوطی، ص ۵۴۱)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۹۲ھ: میں حضرت شرف الدین عباس بن حسین بن بدر مقری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج۳ ص ۱۵۵)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۹۲ھ: میں حضرت ابوحفص زین الدین عمر بن مسلم بن سعید بن عمر بن بدر بن مسلم قرشی ملحی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبھة، ج۳ ص ۱۵۹)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۹۴ھ: میں حضرت محمد بن یاسین جزولی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۲۷۴)

□......ماہِ ذی الحجہ ۷۹۵ھ: میں حضرت عمر بن نجم محمد بن یعقوب بغدادی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(ذیل التقیید فی رواۃ السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۲۵۶)

علم کے مینار — امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:24) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امام ابوحنیفہ کے شیوخ واساتذہ (حصہ سوم)

(1)......عطاء بن ابی رباح

اگر چہ آپ نے علمِ حدیث وفقہ کا بہت بڑا ذخیرہ کوفہ سے حاصل کر لیا تھا، مگران علوم کی تکمیل اوران کی باقی اسناد کے حصول کے لیے آپ نے مکہ کا اور پھر مدینہ کا سفر کیا، جو اُس وقت مذہبی علوم کے اصل مراکز تھے، جس زمانہ میں آپ مکہ پہنچے، درس وتدریس کا نہایت زور تھا، متعدد شیوخِ حدیث جو فنِ حدیث میں کمال رکھتے تھے، ان میں سے اکثر صحابہ کرام یا پھر دوسرے بزرگ تابعین سے سند یافتہ تھے، ان کی الگ الگ درسگاہ قائم تھی، اوراس طرح مکہ علم حدیث اوراس کے علاوہ دیگر علوم کا اصل منبع ومآ خذ تھا۔

ان ہی کبار شیوخ میں عطاء بن ابی رباح ایک مشہور تابعی تھے، آپ شیخ الاسلام اور مفتی الحرم کے لقب سے جانے جاتے تھے، آپ کی ولادت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی تھی، آپ متعدد صحابۂ کرام کی خدمت میں رہے، اوران کی صحبت سے فیض حاصل کیا، آپ نے حضرت عائشہ، ام سلمہ اورام ہانی، ابوہریرہ، ابنِ عباس، حکیم بن حزام، صفوان بن امیہ، ابن زبیر، عبداللہ بن عمرو، ابنِ عمر، جابر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے کبار صحابۂ کرام سے حدیث سنی تھی۔

حضرت عطاء بن ابی رباح کی وفات ۱۱۵ھ میں ہوئی، اس دوران آپ ان کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے رہے، اور مستفید ہوئے، اوراسی وجہ سے عطاء بن ابی رباح کو آپ کے کبار شیوخ میں شمار کیا جاتا ہے، اورآپ اکثر اپنے شیخ یعنی حضرت عطاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ:

’’میں نے اپنی زندگی میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے زیادہ افضل (اورعزت و

اکرام والا) کسی شخص کو نہیں پایا“ ۱؎

(2)......عکرمہ مولیٰ ابن عباس

عطاء بن ابی رباح کے علاوہ آپ نے مکہ معظّمہ میں جن سے حدیث کی سند لی، ان میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا نام خصوصی طور پر ملتا ہے، حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام اور شاگرد تھے، حضرت ابنِ عباس نے نہایت توجہ اور کوشش سے ان کی تعلیم و تربیت کی تھی، اس لئے آپ کو حضرت عکرمہ سے بھی شرفِ تلّمذ حاصل ہوا۔ ۲؎

(3)......ہشام بن عروہ

آپ کا پورا نام ہشام بن عروہ بن زبیر بن عوام ہے، آپ مشہور تابعی حضرت عروہ بن زبیر رحمہ اللہ کے بیٹے، اور صحابیِ رسول حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں، آپ کا شمار کبار تابعین اور علماءِ مدینہ میں سے ہوتا ہے، آپ اپنے والد اور چچا عبداللہ بن زبیر کے علاوہ متعدد صحابۂ کرام سے احادیث روایت کرتے ہیں، بڑے بڑے ائمۂ حدیث مثلاً سفیان ثوری، امام مالک، شعبہ، سفیان بن عیینہ، حماد بن ابی سلیمان اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ جیسے حضرات آپ کے شاگرد تھے۔

آپ کا سن ولادت 61 ہجری اور وفات کا سن 146 ہجری ہے۔ ۳؎

۱؎ هو عطاء بن أسلم أبى رباح .يكنى أبا محمد .من خيار التابعين...... سمع عائشة، وأبا هريرة، وابن عباس، وأم سلمة، وأبا سعيد .ممن أخذ عنه الأوزاعى وأبو حنيفة رضى الله عنهم جميعا (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ١، ص ٣٦٠، تحت الترجمة: عطاء)

(مناقب الإمام أبى حنيفة وصاحبيه للذهبى، ص ١٩)

عن أبى حنيفة، قال:ما رأيت فيمن لقيت أفضل من عطاء بن أبى رباح (سير اعلام النبلاء، ج٥، ص ٨٣)

۲؎ عكرمة أبو عبد الله القرشى مولاهم، العلامة، الحافظ، المفسر، أبو عبد الله القرشى مولاهم، المدنى...... حدث عن :ابن عباس، وعائشة، وأبى هريرة، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وعقبة بن عامر، وعلى بن أبى طالب (سير اعلام النبلاء، ج٥، ص ١٢ ،تحت رقم الترجمة ٩)

۳؎ هشام بن عروة بن الزبير بن العوام الأسدى المدنى، روى عن أبيه وعمه عبد الله بن الزبير وطائفة، وعنه أبو حنيفة ومالك وشعبة والسفيانان والحمادان وخلق، قال ابن المدينى له نحو أربعمائة حديث (طبقات الحفاظ للسيوطى، ص ٦٩، تحت رقم الترجمة:١٣٣)

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٧، ص ٣٤٢، تحت الترجمة: هشام بن عروة ٦١ ـــ ١٤٦ هجرى)

(4)......ابواسحاق سبیعی

آپ کا پورا نام عمرو بن عبداللہ بن عبید ہے، ابواسحاق سبیعی کا شمار کبار تابعین میں ہوتا ہے، آپ اپنے زمانہ میں ''شیخ الکوفہ'' کے لقب سے مشہور تھے، آپ کی حضرت علی سے ملاقات ثابت ہے، آپ مغیرہ بن شعبہ، زید بن ارقم، براء بن عازب اور جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ اور متعدد کبار تابعین سے بھی روایت کرتے ہیں۔

اور آپ سے روایت کرنے والوں میں آپ کے اپنے بیٹے، یونس، حضرت قتادہ، سلیمان التیمی، سفیان ثوری، شعبہ، امام ابوحنیفہ اور زہیر بن معاویہ جیسے حضرات سرِ فہرست ہیں، کہا گیا ہے کہ آپ 38 صحابۂ کرام سے بالمشافہ روایت کرنے والے تابعی بھی ہیں۔

آپ کا سنِ ولادت 33 ہجری اور وفات کا سن 127 ہجری ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۴، ص ۳۵۷، تحت الترجمة: ابو اسحاق السبيعي ۳۳ــ ۱۲۷ هجري)

(5)......قتادہ

آپ کا پورا نام قتادہ بن دعامہ قتادہ سدوسی ہے، آپ بصرہ کے رہنے والے تھے، قتادہ بڑے محدث اور مشہور تابعی ہیں، آپ حضرت انس بن مالک، عبداللہ بن سرجس، ابوطفیل اور دیگر صحابۂ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین کے علاوہ سعید بن مسیّب، حسن بصری اور ابنِ سیرین رحمہم اللہ جیسے کبار تابعین سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں امام ابوحنیفہ، شعبہ، امام اوزاعی، مسعر بن کدام حماد بن سلمہ اور ابوعوانہ جیسی نامور شخصیات شامل ہیں، آپ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے نامور شاگرد تھے، آپ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ آپ حدیث کو بعینہٖ ادا کرتے تھے۔

آپ کا سنِ ولادت 61 ہجری اور وفات کا سن 118 ہجری ہے۔ [1]

---

[1] قتادة بن دعامة بن قتادة السدوسي أبو الخطاب البصري الأكمه: أحد الأعلام روى عن أنس وعبد الله بن سرجس وأبي الطفيل وسعيد بن المسيب والحسن وابن سيرين وخلق وعنه أبو حنيفة وأيوب وشعبة ومسعر والأوزاعي وحماد بن سلمة وأبو عوانة وخلق، قال سعيد بن المسيب ما أتاني عراقي أحفظ من قتادة

(طبقات الحفاظ للسيوطي، ص ۵۴، تحت رقم الترجمة: ۱۰۴)

(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۶۵، تحت الترجمة: قتادة ۶۱ ــ ۱۱۸ هجري)

(6)......شعبہ

آپ کا پورا نام شعبہ بن حجاج بن وارد ہے، کنیت ابو بسطام، حافظ، مفسر اور محدث تھے، آپ ''عالم اهل البصرة، شيخ اهل البصرة'' کے لقب سے جانے جاتے تھے، اہلِ علم حضرات آپ کو فنِ حدیث میں ''امیر المومنین فی الحدیث '' کہا کرتے تھے، آپ عراق میں پہلے شخص تھے کہ جنہوں نے ''فنِ اسماء الرجال'' میں جرح وتعدیل کے مراتب مقرر کیے، آپ انس بن سیرین، اسماعیل بن رجاء، قتادہ بن دعامہ اور عمرو بن دینار اور متعدد تابعین سے روایت کرتے ہیں، اور آپ سے روایت کرنے والوں میں سفیان ثوری، عبداللہ بن مبارک یحیٰی بن سعید قطان سرِ فہرست ہیں۔

آپ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ایک خاص ذوق اور شغف تھا، غائبانہ ان کی ذہانت اور فہم وفراست کی تعریف اور ان کے لیے دعاء کیا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر سن کر ''اناللہ'' پڑھا اور کہا کہ کوفہ سے علم کی روشنی چلی ہوگئی، جس کی وجہ سے ایک اندھیرا سا چھا گیا، اور اہلِ کوفہ اس کے بعد آپ جیسا علم وفضل والا کبھی نہ دیکھ سکیں گے''۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی آنے جانے والوں سے آپ کی خیر خیریت دریافت کیا کرتے تھے۔

آپ کا سنِ ولادت 82 ہجری اور وفات کا سن 160 ہجری ہے۔ [1]

---

[1] هو شعبة بن الحجاج بن الورد، أبو بسطام، الأزدى العتكى، عالم أهل البصرة وشيخها ورأى الحسن وأخذ عنه مسائل، أمير المؤمنين فى الحديث، يكنى بأبى بسطام، حافظ، مفسر، محدث حدث عن أنس بن سيرين وإسماعيل بن رجاء وقتادة بن دعامة وعمرو بن دينار وغيرهم، وحدث عنه سفيان الثورى وعبد الله بن مبارك ويحيى بن سعيد القطان وغيرهم، قال أبو عبد الله الحاكم: شعبة إمام الأئمة بالبصرة فى معرفة الحديث رأى أنس بن مالك وعمرو بن سلمة الحرمى .وسمع من أربعمائة شيخ من التابعين .قال أبو داود الطيالسى: سمعت من شعبة سبعة آلاف حديث (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٥، ٣٨٥، تحت الترجمة: شعبة ٨٢ــــ ١٦٠ هجرى)

أبا قطن يقول كتب لى شعبة بن الحجاج إلى أبى حنيفة فلما قرأ الكتاب قال كيف أبو بسطام قلت بخير قال نعم حشو المصر هو (اخبار ابى حنيفة و اصحابه ، ٨٠)

نصر بن على قال كنا عند شعبة فقيل له مات أبو حنيفة فقال بعدما استرجع لقد طفىء عن أهل الكوفة ضوء نور العلم أما إنهم لا يرون مثله أبدا (اخبار ابى حنيفة و اصحابه ، ٨٠)

www.idaraghufran.og

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 17) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلفِ صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بالوں میں خضاب کرنا

خضاب عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے معنیٰ رنگنے کے ہیں۔

احادیث وروایات میں خضاب کا لفظ عام طور پر بالوں کے رنگنے کے لئے استعمال ہوا ہے، چاہے سر کے بال ہوں، یا داڑھی کے بال۔ [1]

پھر بالوں کے رنگنے یا بالوں پر خضاب لگانے کے لئے احادیث میں مختلف رنگوں مثلاً مہندی نما سُرخ رنگ، سیاہ رنگ اور زرد رنگ کا عام طور پر ذکر ملتا ہے۔ [2]

احادیث وروایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہندی یعنی سُرخ رنگ کا خضاب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ثابت سے روایت ہے:

أَنَّ أَنَسًا سُئِلَ :خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ " :لَمْ يَبْلُغْ

---

[1] عن أبی هريرة رضی الله عنه : أن النبی -صلی الله عليه وسلم -قال " :إن اليهود والنصاری لا يصبغون فخالفوهم ."معنی الحديث :يقول النبی -صلی الله عليه وسلم " :-إن اليهود والنصاری لا يصبغون "شعر رؤوسهم ولحاهم، يل يتركون الشيب فيها علی حاله، "فخالفوهم "بصبغ شعوركم، وخضب اللحية والرأس. فقه الحديث :دل هذا الحديث علی ما يأتی :أولا :أن قوله -صلی الله عليه وسلم - فخالفوهم كما قال الحافظ يقتضی مشروعية الصبغ، والمراد به صبغ اللحية والرأس، ولا يعارضه ما ورد من النهی عن إزالة الشيب، لأن الصبغ لا يقتضی الإزالة (منار القاری شرح صحيح البخاری، تحت رقم الحديث ٩٣٤، باب ما ذكر عن بنی إسرائيل)

[2] حدثنا أبو مالك الأشجعی، قال :سمعت أبی، وسألته فقال " :كان خضابنا مع رسول الله صلی الله عليه وسلم الورس، والزعفران (مسند احمد، رقم الحديث ١٥٨٨٢)

إسناده صحيح، رجاله ثقات

عن أبی مالك الأشجعی، عن أبيه، قال :خضابنا علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم، الورس، والزعفران وهذا الحديث لا نعلم أحدا حدث به عن أبی مالك، عن أبيه إلا أبو عوانة، ولا عن أبی عوانة إلا بكر بن عيسی (مسند البزار، رقم الحديث ٢٧٧٢)

قال الهيثمی: رواه أحمد، والبزار، ورجاله رجال الصحيح خلا بكر بن عيسی، وهو ثقة (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٧٧٨، باب ما جاء فی الشيب والخضاب)

شَيْبُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ يَخْضِبُ، وَلَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتٍ كُنَّ فِي لِحْيَتِهِ لَفَعَلْتُ، وَلَكِنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَكَانَ عُمَرُ يَخْضِبُ بِالْحِنَّاءِ (مسند احمد، رقم الحديث ١٣٣٧٢، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں میں اتنی سفیدی (کی کثرت) نہیں تھی، اس لئے آپ نے خضاب بھی نہیں لگایا، اور اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ڈاڑھی میں سفید بالوں کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا، البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور کتم (یعنی وسمہ) کا خضاب لگاتے تھے، جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ صرف مہندی کا خضاب لگاتے تھے (مسند احمد)

اور حضرت حمید سے روایت ہے کہ:

سُئِلَ أَنَسٌ :هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: إِنَّهُ لَمْ يَرَ مِنَ الشَّيْبِ إِلَّا نَحْوًا مِنْ سَبْعَ عَشْرَةَ، أَوْ عِشْرِينَ شَعْرَةً فِي مُقَدَّمِ لِحْيَتِهِ " وَقَالَ " :إِنَّهُ لَمْ يَشِنْ بِالشَّيْبِ " فَقِيلَ لِأَنَسٍ: أَشَيْنٌ هُوَ؟ قَالَ: كُلُّكُمْ يَكْرَهُهُ، وَلَكِنْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَخَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ

(مسند احمد، رقم الحديث ١٢٠٥٤، ورقم الحديث ١٢٨٢٨، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم خضاب لگاتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک ڈاڑھی کے اگلے حصے میں صرف سترہ یا بیس سفید بال تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑھاپے کا عیب نہیں آیا، کسی نے پوچھا کہ کیا بڑھاپا عیب ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اسے ناپسند سمجھتا ہے، البتہ ابوبکر رضی اللہ عنہ مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، جبکہ عمر رضی اللہ عنہ صرف مہندی کا خضاب لگاتے تھے (مسند احمد)

مذکورہ احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں پر خضاب لگانے کی نفی ہے، جبکہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے مہندی اور وسمہ کا خضاب لگانا ثابت ہے، تو اس کی وجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید کے بالوں کا کم ہونا، اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے سفید بالوں کا زیادہ ہونا ہے۔ ؎1

اور بعض اہلِ علم نے فرمایا کہ جن صحابۂ کرام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب استعمال فرمانا ثابت ہے، انہوں نے اپنے مشاہدہ کے مطابق ذکر کردیا، اور خضاب استعمال کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادتِ مبارکہ نہیں تھی، جبکہ جن صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب استعمال کرنے کی نفی بیان کی ہے، انہوں نے اپنے مشاہدہ کے مطابق ذکر کردیا، اور خضاب استعمال نہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عام عادتِ مبارکہ تھی۔ ؎2

اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قال رسولُ الله -صلَّى الله عليه وسلم " :-إن أحسَنَ ما غُيِّر به هذا الشَيبُ الحِنَّاءُ والكَتَمُ (ابو داوٗد، رقم الحديث ۴۲۰۵، إسناده صحيح)

ترجمہ: رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین چیز جو اس بڑھاپے (کے سفید بالوں) کو بدل ڈالے، وہ حنا (یعنی مہندی) اور کَتَم ہے (ابوداؤد)

؎1 وفي بعض الأحاديث الواردة في الخضاب: " أنّ أبا بكر الصديق رضى الله عنه كان أكثرهم شيباً فكان أكثرهم خضاباً". فلهذا الحديث في الخضاب في أكثر، وبعده عمر كان أكثر شيباً من النبي صلى الله عليه وسلم فكانت الأحاديث فيه أقل من أبي بكر، والنبي صلى الله عليه وسلم كان أقلّهم شيباً فلهذا لم يرد أنه خضب [إلا] في أحاديث يسيرة، ولعله فعل ذلك مرة أو مرتين تشريعاً لأمته صلى الله عليه وسلم (محض الصواب في فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب، ج ١، ٣٣١)

؎2 وقال الشوكاني: " لو فرض عدم ثبوت اختضاب النبي صلى الله عليه وسلم لما كان قادحا في سنية الاختضاب، لورود الإرشاد إليها قولا في الأحاديث الصحيحة ."وقال الطبري في الجمع بين الأحاديث المثبتة لاختضاب النبي صلى الله عليه وسلم والأحاديث النافية لاختضابه: " من جزم بأنه خضب فقد حكى ما شاهد، وكان ذلك في بعض الأحيان، ومن نفى ذلك فهو محمول على الأكثر الغالب من حاله صلى الله عليه وسلم (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ٢، ص ٢٧٩، مادة "اختضاب")

Idara Ghufran

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ بالوں کی سفیدی بدلنے والی بہترین چیز مہندی اور کَتَمْ ہے۔ [1]

مذکورہ اور اس جیسی احادیث وروایات کی روشنی میں فقہائے کرام نے فرمایا کہ سفید بالوں میں مہندی کا سرخ خضاب کرنا مَردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سنت ومستحب ہے۔ [2]

اور عام حالات میں سفید بالوں میں خالص سیاہ خضاب لگانا منع ہے۔

البتہ بعض فقہائے کرام کے نزدیک غازی ومجاہد کو عملاً جہاد کرنے کے موقع پر دشمنوں پر رعب ڈالنے کے لیے سیاہ خضاب کرنا جائز ہے۔ [3]

---

[1] مہندی مشہور پودے کے پتوں سے تیار کی جاتی ہے، جو سفید بالوں کو سُرخ کرنے اور ہاتھ رنگنے کے کام آتی ہے۔
اور کتم عربی اور فارسی زبان میں ایک رنگ دار بوٹی کا نام ہے، اہلِ لغت نے کتم سے نیل کے پتے مراد لئے ہیں، اُردو زبان میں انہیں وَسمہ بھی کہا جاتا ہے، اس کے بیجوں یا پتوں سے بالوں کو رنگ کیا جاتا ہے، اور پہلے زمانوں میں اس سے سیاہی وروشنائی بھی بنائی جاتی تھی (فیروز اللغات، صفحہ۱۴۰۹)

وسمہ ایک حصہ، مہندی ایک کا چوتھائی حصہ، دونوں کو آملہ کے پانی میں گوندھ کر نصف گھنٹہ دھوپ میں رکھیں، اس کے بعد یہ وسمہ بالوں پر لگائیں، اور چند گھنٹے کے بعد دھوڈالیں، تو عمدہ خضاب بنتا ہے، وسمہ کی جڑ کو بھگو کر گوند ملا کر لکھنا سیاہی کا کام دیتا ہے (کتاب المفردات از حکیم مظفر اعوان صاحب، صفحہ۵۰۵)

[2] اتفق الفقهاء على أن تغيير الشيب بالحناء أو نحوه مستحب للمرأة كما هو مستحب للرجل، للأخبار الصحيحة فى ذلک .وتختص المرأة المزوجة، والمملوكة باستحباب خضب كفيها وقدميها بالحناء أو نحوه فى كل وقت عدا وقت الإحرام؛ لأن الاختضاب زينة، والزينة مطلوبة من الزوجة لزوجها ومن المملوكة لسيدها، على أن يكون الاختضاب تعميما، لا تطريفا ولا نقشا؛ لأن ذلک غير مستحب (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲،ص ۲۸۱، مادة اختضاب، اختضاب الأنثى)

[3] التسويد بالخضاب: ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة إلى أن خضاب الرجل بالسواد مكروه فى غير الجهاد فى الجملة .وللحنفية والمالكية فى ذلک تفصيل : قال ابن عابدين :يكره الخضاب بالسواد أى لغير الحرب، قال فى الذخيرة :أما الخضاب بالسواد للغزو -ليكون أهيب فى عين العدو -فهو محمود بالاتفاق .وإن كان ليزين نفسه للنساء فمكروه، وعليه عامة المشايخ .وبعضهم جوزه بلا كراهة .روى عن أبى يوسف أنه قال : كما يعجبنى أن تتزين لى يعجبها أن أتزين لها .وقال المالكية :الخضاب بالسواد إذا كان للتغرير فهو حرام .كمن أراد نكاح امرأة فصبغ شعر لحيته الأبيض، بالسواد .وإن كان للجهاد حتى يوهم العدو الشباب ندب .وإن كان للتشاب كره .وإن كان مطلقا فقولان :بالكراهة والجواز.وقال الشافعية :إن الخضاب بالسواد حرام فى الجملة، ولهم فى ذلک تفصيل وخلاف .قال النووى فى المجموع :اتفقوا على ذم خضاب الرأس واللحية بالسواد، ثم قال :قال :الغزالى فى الإحياء ، والبغوى فى التهذيب، وآخرون من الأصحاب :هو مكروه .وظاهر عبارتهم أنه مكروه كراهة تنزيه، والصحيح -بل الصواب -أنه حرام .وممن صرح بتحريمه صاحب الحاوى فى باب الصلاة بالنجاسة، قال :إلا أن يكون فى الجهاد، وقال فى آخر كتاب الأحكام السلطانية يمنع المحتسب الناس من خضاب الشيب بالسواد إلا المجاهد، ودليل تحريمه حديث جابر رضى الله عنه قال :أتى بأبى قحافة والد أبى بكر الصديق رضى الله عنهما يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضا. فقال رسول الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور سفید بالوں میں خالص سیاہ خضاب لگانے کا منع ہونا اس صورت میں ہے، جس میں دھوکہ دہی اور عمر کو چھپانا لازم آتا ہو، اور بالوں کی سفیدی چھپ کر حقیقی سیاہی کے مشابہ ہوجاتی ہو۔

اور کیونکہ سیاہ خضاب کے ممنوع ہونے کی اصل وجہ عمر کو چھپانا اور دوسرے کو دھوکہ میں مبتلا کرنا ہے، لہٰذا اگر کسی جوان آدمی کے بال قبل از وقت کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے سفید ہوجائیں، تو اسے سیاہ خضاب استعمال کرنے کی گنجائش ہے۔ [1]

اور جو خضاب خالص سیاہ نہ ہو، بلکہ کسی اور رنگ کا ہو، مثلاً مہندی کے رنگ کا، تو اس کی ممانعت نہیں، کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ دہی لازم نہیں آتی، اور اگر کوئی خضاب خالص اور بالکل سیاہ تو نہ ہو، البتہ اُس میں کچھ سیاہی شامل ہو(جس سے بالوں کی سفیدی چھپ کر مکمل سیاہی میں تبدیل نہ ہو)تو اس کی بھی گنجائش ہے(ملاحظہ ہو: ڈاڑھی کا شرعی حکم، مطبوعہ: ادارہ غفران، صفحہ ۲۳۶ تا صفحہ ۲۳۸)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ صلى الله عليه وسلم :غيروا هذا، واجتنبوا السواد، وعن ابن عباس رضى الله عنهما قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم :يكون قوم يخضبون فى آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱۱، ص ۲۵۵، مادة "تزوير")

[1] کیونکہ اس صورت میں عمر کو چھپانا اور دوسرے کے سامنے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کا گناہ نہیں پایا جاتا، بلکہ ایک طرح کا اظہارِ حقیقت ہے، کیونکہ سیاہ بال اس کی طبعی عمر کا تقاضا ہے، نیز قبل از وقت یعنی جوانی میں بالوں کا سفید ہونا ایک عیب ہے، اور ازالۂ عیب شرعاً جائز ہے(کذافی امداد الفتاویٰ ج ۴ ص ۲۱۴، احسن الفتاویٰ ج ۸ ص ۱۸۳)

اب رہا یہ کہ بڑھاپا کس عمر سے شروع ہوتا ہے، تو اس سلسلہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چالیس سال پورے ہونے کے بعد انحطاط اور کمزوری شروع ہوجاتی ہے(ملاحظہ ہو: معارف القرآن ج ۶ ص ۲۲۲)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قمری یعنی چاند کے اعتبار سے چالیس سال سے پہلے بال سفید ہوجانے کی صورت میں سیاہ خضاب کی گنجائش ہے، لیکن اگر پرہیز کیا جائے اور کچھ سیاہی کی آمیزش والے خضاب (جیسے بھورے رنگ) سے تقاضا پورا کرنے پر اکتفاء کیا جائے تو زیادہ احتیاط معلوم ہوتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

اقبال ٹریڈرز
ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے
اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں
بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی
فون 5962705--5503080

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

ایک فاختہ، کوا اور بوڑھی بلی

پیارے بچو! ایک فاختہ کے گھونسلے پر کسی کوے نے زبردستی قبضہ کرلیا تھا۔اس بات پر دونوں میں خوب لڑائی ہوئی مگر کوئی ایک دوسرے کو ہرا نہ سکا۔اب لڑتے لڑتے دونوں اتنا تھک گئے تھے کہ دونوں کو ایک انصاف کرنے والا تلاش کرنا پڑا جو انصاف سے ان کا جھگڑا ختم کردے اور آپس کا فساد مٹادے۔اس علاقے میں ایک بلی رہا کرتی تھی جس نے ظاہر میں شکار سے توبہ کرلی تھی۔اور رات دن عبادت میں مشغول رہنے کی وجہ سے جو جانور اس کی ظاہری حالت کو جانتے تھے اس کو نہایت نیک سیرت سمجھتے تھے۔فاختہ اور کوے کو اس بات کی کوئی فکر نہ تھی کہ وہ بلی کو اپنی قوم کا دشمن سمجھ کر اس کے پاس جانے سے پرہیز کرتے کیونکہ اس کی ڈراؤنی صورت،نوکیلے پنجے اور تیز دانت صاف ظاہر کرتے تھے کہ وہ رحم کرنے کے لیے نہیں بنائے گئے ہیں۔

افسوس کہ غصہ اور دشمنی نے ان کو اس قدر دیوانہ بنادیا تھا کہ وہ اپنی عقل کو کام میں نہ لاسکے۔اور اس کی پرہیزگاری کی جھوٹی شہرت پر یقین کرکے اس کے سامنے حاضر ہوگئے۔اور اپنا مقدمہ اس طرح پیش کیا کہ بلا رورعایت انصاف سے معاملہ طے کیا جائے۔

مکار بلی دل میں تو بہت خوش ہوئی۔مگر ظاہر میں ان کے آنے کو اس لیے ناپسند کیا کہ اس کی عبادت میں خلل پڑا ہے۔ان دونوں نے بہت گریہ وزاری کی اور کہا کہ اے بزرگ بلی! دو دشمنوں میں انصاف کرنا اور صلح کرانا بھی خدا کی بندگی سے کچھ کم نہیں ہے۔ہمیں امید ہے کہ آپ اس تکلیف کو خوشی سے برداشت فرمائیں گی۔بلی نے نہایت نرمی اور اخلاق سے جواب دیا کہ اگر مجھ ناکارہ اور گنہگار سے خدا کی مخلوق کو کچھ فائدہ پہنچ جائے تو میں اس کو اپنی خوش نصیبی سمجھوں گی۔مگر اے دوستو! میں بڑھاپے کی وجہ سے ذرا کم سننے لگی ہوں۔جب تک اپنا معاملہ میرے کان کے قریب زور سے چلا چلا کر نہ کہو گے میں کوئی مناسب فیصلہ نہ کرسکوں گی۔

اب بھی موقع تھا کہ وہ دونوں اس چالاک بلی کے داؤ پیچ سمجھ جاتے کہ وہ اپنی کمزوری کو جس کی وجہ

سے وہ ان پر حملہ نہیں کر سکتی اس طرح دور کرنا چاہتی ہے کہ بات سننے کے بہانے سے ان کو اپنے پاس بلائے اور آسانی سے ان کا شکار کر سکے۔ ان کی سمجھ پر غصے نے ایسا پردہ ڈال دیا تھا کہ اس وقت انہوں نے انجام کی کوئی فکر نہ کی۔ اور جو بازو قدرت نے اس لیے دیئے تھے کہ دشمن سے محفوظ رہ سکیں انہیں بازوؤں سے اپنے دشمن کی بغل میں جا بیٹھے۔

نہایت ہوشیاری کے ساتھ بلی نے اپنا سر جھکا لیا اور غور سے دونوں کی تقریر سنی۔ اس کے بھولے چہرے اور آدھی کھلی آنکھوں سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ان کا معاملہ بڑے غور سے سن رہی ہے۔ اور اب آخر میں حکم سنانے والی ہے۔

اب تم خود ہی اندازہ کر سکتے ہو کہ دو پرندوں کے بارے میں ایک بلی کی عدالت سے کیا حکم صادر ہو سکتا ہے۔ بے شک وہ ان دونوں غافل پرندوں کی موت تھی جو اچانک ان پر آ جھپٹی اور انہیں اتنی بھی فرصت نہ دی کہ اپنی غلطی سے آگاہ ہو سکیں۔

بزمِ خواتین

مفتی طلحہ مدثر

عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب (قسط 6)

عرب معاشرے میں عورت کا مقام و مرتبہ

معزز خواتین! پچھلی قسط میں مشرکین کے اس غلط اور منگھڑت عقیدے و نظریے کی کچھ تفصیل بیان کی گئی تھی کہ مشرکین فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے جبکہ اپنے لیے بیٹیوں کے پیدا ہو جانے کو معیوب سمجھتے تھے، ان کے اسی عقیدے اور خیال کی قرآن مجید میں کئی مقامات پر تردید آئی ہے، آگے ان کی ایک اور غیر انسانی حرکت کا ذکر ہے۔

بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا

مشرکین کی بیٹیوں کو ناپسند کرنے کے ساتھ ساتھ ایک غیر انسانی حرکت یہ بھی تھی کہ وہ بیٹی پیدا ہو جانے کی عار و رسوائی کو چھپانے اور لوگوں کے طعن و ملامت سے بچنے کے لیے خود ہی اپنی بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، ان کے بیٹیوں سے نفرت اور اور ان کی نگاہ میں عورت کا انتہائی ذلت آمیز ہونے کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کی اس انسانیت سوز حرکت کا ذکر فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَجْعَلُونَ لِلَّهِ الْبَنَاتِ سُبْحَانَهُ وَلَهُمْ مَا يَشْتَهُونَ . وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِالْأُنْثَى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ . يَتَوَارَى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوءِ مَا بُشِّرَ بِهِ أَيُمْسِكُهُ عَلَى هُونٍ أَمْ يَدُسُّهُ فِي التُّرَابِ أَلَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

(سورة النحل، رقم الآيات ۵۷ الی ۵۹)

ترجمہ: اور یہ خدا کے لیے بیٹیاں تجویز کرتے ہیں اور اپنے لیے وہ جو انہیں پسند ہو، اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی خبر دی جاتی ہے، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ (دل ہی دل میں) کڑھتا رہتا ہے، وہ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے اس بری خبر کی

وجہ سے جو اسے دی گئی، کیا ذلت کے ساتھ اس کو (اپنے پاس روکے رکھے) یا اس کو مٹی میں دفنا دے، دیکھو بہت ہی برا ہے جو فیصلہ وہ کرتے ہیں (سورہ نحل)

مراد یہ ہے کہ جب کسی شخص کے گھر بیٹی پیدا ہوتی ہے تو وہ دل ہی دل میں یہ بات سوچ کر اور اس بارے میں فکرمند ہوکر گھٹتا اور کڑھتا رہتا ہے کہ اگر اس کو اپنے پاس رکھتا ہے تو لوگوں کے طعنے اور ان کی باتیں سننی پڑتی ہیں اور اگر دفنا دیتا ہے تو یہ ایسا گھناؤنا کام ہے کہ ضمیر ملامت کرتا ہے، اسی شش وپنج میں وہ ہلکان ہوتا رہتا ہے۔

عرب قبائل میں بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کا رواج اتنا زیادہ تھا کہ ایک ایک آدمی نے اپنی کئی کئی بیٹیوں کو عار کے خوف سے ہلاک کر رکھا تھا، حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی اس طرح کی روایات منقول ہیں چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

عمر بن الخطاب سئل عن قوله (وإذا الموؤودة سئلت): جاء قيس بن عاصم إلى رسول الله ﷺ فقال: يا رسول الله، إني قد وأدت بنات لي في الجاهلية، فقال: اعتق عن كل واحدة منهن رقبة . فقلت: يا رسول الله، إني صاحب إبل، قال: فانحر عن كل واحدة منهن بدنة

(مجمع الزوائد، كتاب التفسير، سورة إذا الشمس كورت، رقم الحديث ١١٤٦٩) [1]

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سورہ تکویر کی اس آیت "**وإذا الموؤودة سئلت**" (اور جب زندہ دفن کی گئی لڑکی سے پوچھا جائے گا) کے بارے میں سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا کہ "قیس بن عاصم نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے اسلام لانے سے قبل اپنی کئی بچیوں کو زندہ دفن کیا ہے" تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ "ان میں سے ہر ایک کے بدلے ایک غلام آزاد کردو" تو میں نے عرض کیا "یارسول اللہ! میرے پاس صرف اونٹ ہیں" نبی علیہ السلام نے فرمایا "تو ان میں سے ہر ایک بچی کے بدلے ایک اونٹ ذبح کردو!" (مجمع الزوائد)

---

[1] قال الهيثمي: رواه البزار والطبراني، ورجال البزار رجال الصحيح غير حسين بن مهدي الأيلي وهو ثقة. سلسلة الأحاديث الصحيحة وشيء من فقهها وفوائدها، رقم الحديث 3298

بعض روایات میں منقول ہے کہ حضرت قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ نے زمانہ جاہلیت میں بارہ سے زائد بیٹیوں کو دفن کیا تھا پھر اسلام لانے کے بعد اس بارے میں فکر مند ہوئے اور نبی علیہ السلام سے سوال کیا (مجمع الزوائد، رقم الحدیث ۱۱۴۷۰)

البتہ اس زمانہ میں بھی کچھ حضرات ایسے تھے جو اس عمل کو معیوب سمجھتے تھے اور اس کو روکنے میں عملی اقدامات کرتے تھے جیسے کہ حضرت زید بن عمرو بن نوفل رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ یہ زندہ دفنانے والے کو کہتے تھے کہ میں اس بچی کا سارا نان نفقہ برداشت کروں گا تم اس کو ہلاک مت کرو (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۳۸۲۸)

اسی طرح صعصعہ بن ناجیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ اونٹوں کے بدلے میں بچیوں کو درگور ہونے سے بچاتے تھے (مجمع الزوائد، کتاب الإیمان، باب فیمن عمل خیرا ثم أسلم، رقم الحدیث ۳۳۸)

لیکن ایسے سلیم الفطرت حضرات کے واقعات معدودے چند ہیں، جن پر بت پرستی کے ناپاک اثرات اتنے گہرے نہیں ہوئے تھے کہ ایسے انسانیت سوز عمل کی حوصلہ افزائی کریں ورنہ عمومی ماحول اور عام فضا وہی تھی کہ اگر براہِ راست کوئی اس عمل کا مرتکب نہ بھی ہو، تو بھی اس کی روک تھام کے لیے کوئی عملی جدوجہد نہیں تھی، ممکن ہے ایسے عمل کو خفیہ طور پر انجام دیا جاتا ہو، تا کہ اس پر ایسے سرکردہ افراد مطلع نہ ہو پائیں، جو اس سے روکیں یا منع کریں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ بچیوں کو زندہ درگور کرنے کا عمل صرف بعض مخصوص قبائل میں ہی تھا، عرب میں یہ ہر طرف جاری یا سب قبائل میں رائج عمل نہ تھا۔ واللہ اعلم۔　　(جاری ہے......)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

شرابی، سودخور، والدین کے نافرمان اور یتیم کے مال میں حق تلفی کا گناہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أَرْبَعَةٌ حَقٌّ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا يُدْخِلَهُمُ الْجَنَّةَ وَلَا يُذِيقَهُمْ نَعِيمَهَا: مُدْمِنُ الْخَمْرِ، وَآكِلُ الرِّبَا، وَآكِلُ مَالِ الْيَتِيمِ بِغَيْرِ حَقٍّ، وَالْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ (مستدرک حاکم، رقم الحدیث 2260)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ چار آدمی ایسے ہیں کہ ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے گا اور نہ ان کو جنت کی نعمت چکھائے گا (جب تک کہ وہ توبہ نہ کرلیں، اور وہ چار یہ ہیں) شراب پینے کا عادی، سود کھانے والا، یتیم کا مال ناحق کھانے والا، اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا (مستدرک حاکم)

فائدہ: اس حدیث میں چار ایسے گناہوں کا ذکر کیا گیا ہے، جو اپنی ذات میں انتہائی قبیح عمل ہیں، اور ان جیسے گناہوں سے تقریباً ہر نبی نے اپنی امت کو روکا اور ڈرایا ہے۔

چنانچہ سود خور، شرابی، یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کا نافرمان دنیا میں بھی رسوائی کا سامنا کرتے ہیں، اور آخرت میں بھی سخت عذاب کا سامنا کریں گے، ہاں اگر توبہ کرلیں، تو اللہ کی رحمت کے دروزے ہروقت کھلے ہیں۔

Savour Foods®
● RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923
● ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9
● Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640
● Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021
● Melody Food Park
Tel:2873300
www.savourfoods.com.pk

سود کھانے کی ممانعت اور اس پر عذاب و وعید

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج معراج کی رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے، پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے، اور دوسرا آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے جب یہ نہر والا آدمی نہر سے باہر آنا چاہتا ہے تو کنارہ والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے جس کی چوٹ سے بھاگ کر پھر وہ وہیں چلا جاتا ہے جہاں کھڑا تھا، پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے، تو پھر یہ کنارہ کا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا اور قصہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے بتلایا کہ خون کی نہر میں قید کیا ہوا آدمی سود کھانے والا ہے (جو اپنے عمل کی سزا پا رہا ہے) (بخاری، حدیث 2085)

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے اور سود کھلانے والے پر اور سود کے معاملہ (ودستاویز) لکھنے والے پر، اور سود پر گواہی دینے والے لعنت فرمائی، اور فرمایا کہ یہ سب (گناہ میں) برابر ہیں (مسلم، حدیث 1598 "106")

لعنت اس صورت میں ہے جبکہ ان حضرات کو اس کا علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔

اپنے ماتحتوں کی تعلیم وتربیت کا حکم

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ وَالْأَمِيرُ رَاعٍ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهِ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ (بخاری، رقم الحدیث 4801)

ترجمہ: تم میں سے ہر ایک نگران ہے، اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا، امیر نگران (اپنی رعایا پر) ہے، اور آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہے، اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد پر نگران ہے، پس تم میں سے ہر ایک نگران ہے، اور ہر ایک سے اس کی نگرانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔

اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اپنے گھر جاتے وقت یہ نصیحت فرمائی:

ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ.

ترجمہ: تم اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ کر ان کے درمیان قیام کرو، اور ان کو (شریعت کی) تعلیم دو، اور ان کو امر بالمعروف کرو (بخاری، حدیث 6705)

یعنی انسان کے ذمہ اپنی آل واولاد اور اپنے ماتحتوں کی تعلیم وتربیت اور ان کا خیال رکھنا لازم ہے، اور بروزِ قیامت اس کی پوچھ بھی ہوگی۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کو نماز روزے کا حکم دینا

حضرت سبرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلَاةِ إِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِينَ وَإِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِينَ فَاضْرِبُوهُ عَلَيْهَا (ابو داؤد رقم الحدیث 417)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز کا حکم کرو، اور جب دس سال کا ہوجائے تو نماز (نہ پڑھنے) پر اسے مارو (ابوداود)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تم قرآن کو لازم پکڑو، اس کی خود بھی تعلیم حاصل کرو، اور اپنی اولاد کو بھی اس کی تعلیم دو، کیونکہ تم سے اس کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اور اس کے ذریعہ سے تم کو اجر وثواب دیا جائے گا، اور جو سمجھ رکھتا ہو، اس کے لئے قرآن واعظ کی حیثیت رکھتا ہے (فضائل القرآن للقاسم بن سلام، حدیث نمبر10)

بالغ ہونے سے پہلے نماز فرض نہیں ہوتی، لیکن بالغ ہونے سے پہلے بچہ کو نماز کی تاکید اور اس کو مارنے کا حکم فرمایا، یہ اس کو نماز کی تعلیم وتادیب دینے کے لئے فرمایا، تاکہ وہ پہلے سے نماز پڑھنا سیکھ جائے، اور نماز پڑھنا شروع کردے، اور بچہ اس حال میں بالغ ہو کہ وہ نماز کو صحیح طرح اور پابندی کے ساتھ پڑھنے کا عادی ہو، اور روزے کی عادت بھی بالغ ہونے سے پہلے ڈالنی چاہئے، اور نماز کے ساتھ حلال وحرام، اور جائز ناجائز، کے احکام کی بھی تعلیم دینی چاہئے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، پکن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل — ادارہ

کھانے کی ابتداء وانتہاء نمک پر کرنے کی تحقیق (تیسری وآخری قسط)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث

حارث بن محمد (المتوفیٰ 282ہجری) نے ''مسند حارث'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث ذکر کی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اے علی! جب آپ کھانا کھائیں، تو نمک سے ابتداء کریں، اور نمک پر اختتام کریں، کیونکہ نمک میں ستّر (70) بیماریوں کی شفا ہے، جن میں کوڑھ پن، جنون، برص، ڈاڑھوں کا درد، حلق کا درد اور آنکھوں کا درد شامل ہے۔

اور اے علی! آپ زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کو بدن پر لگاؤ، کیونکہ جس نے زیتون کا تیل بدن پر لگایا، تو چالیس راتوں تک اس کے قریب شیطان نہیں آتا۔

اور اے علی! آپ سورج کی طرف رُخ نہ کریں، کیونکہ اس کی طرف رُخ کرنا بیماری ہے، اور اس کی طرف پشت کرنا دواء اور علاج ہے۔

اور اے علی! آپ اپنی بیوی کے ساتھ نصف مہینے میں اور مہینے کے آغاز میں مجامعت نہ کریں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ان ایام میں مجنون لوگ کثرت سے چیخ وپکار کرتے ہیں''۔ [1]

---

[1] حدثنا عبد الرحيم بن واقد، ثنا حماد بن عمرو، عن السرى بن خالد بن شداد، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن على أنه قال: قال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم: " يا على إذا توضأت فقل: بسم الله، اللهم إنى أسألک تمام الوضوء، وتمام الصلاة، وتمام رضوانک، وتمام مغفرتک , فهذه زكاة الوضوء , وإذا أكلت فابدأ بالملح , واختم بالملح؛ فإن فى الملح شفاء من سبعين داء أولها الجذام والجنون والبرص ووجع الأضراس ووجع الحلق ووجع البصر , ويا على كل الزيت وادهن بالزيت , فإنه من ادهن بالزيت لم يقربه الشيطان أربعين ليلة , ويا على لا تستقبل الشمس؛ فإن استقبالها داء واستدبارها دواء، ولا تجامع امرأتک فى نصف الشهر ولا عند غرة الهلال , أما رأيت المجانين يصرعون فيها كثيرا (مسند الحارث، رقم الحديث ۴٦٩)

لیکن مذکورہ حدیث کی سند میں بعض راوی ایسے پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے سخت جرح کی ہے۔
چنانچہ اس روایت میں ایک راوی ''حماد بن عمرو'' ہیں، جن کو بعض محدثین نے ''منکرُ الحدیث'' بعض نے ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے، اور بعض نے ان کی طرف ''واضعِ حدیث'' اور ''کذب'' کی نسبت کی ہے۔ [1]

---

[1] حماد بن عمرو بن سلمة، أبو سلمة الكوفي النصيبي.

عن: زيد بن رفيع، والأعمش، والثورى،وعنه: المطلب بن زياد مع تقدمه، وإسحاق بن راهويه، ومحمد بن سعد، وعلى بن حجر.

قال البخارى: هو منكر الحديث، ضعفه على بن حجر.وقال ابن معين: يكذبوقال الفلاس: متروك.

وقال ابن حبان: يضع الحديث.ويعاد بعد المائتين(تاريخ الاسلام للذهب، ج۴ص ۸۳۹،تحت رقم الترجمة ۸۳)

وأما الحديث الذى فيه وصية النبى صلى الله عليه وسلم: " يا على إن للمؤمن ثلاث علامات: الصلاة، والصيام، والزكاة "، فذكر حديثا طويلا موضوعا، تفرد به حماد بن عمرو –وكان يكذب– عن السرى بن خالد عن جعفر الصادق عن آبائه(سير اعلام النبلاء للذهبى،سيرة ج ۲، ص۴۸۷، السيرة النبوية ، سنة احدىٰ عشرة، باب: مرض النبى صلى الله عليه وسلم)

قال بن عدى وحماد بن عمرو هذا له أحاديث وعامة حديثه ما لا يتابعه أحد من الثقات عليه(الكامل فى ضعفاء الرجال لابنِ عدى، ج۲ص ۲۳۹، تحت رقم الترجمة ۴۱۵)

حماد بن عمرو، أبو إسماعيل النصيبى...... .قرأت على ابن الفضل القطان عن دعلج بن أحمد قال: أنبأنا أحمد بن على الأبار قال: سألت مجاهدا– وهو ابن موسى– عن حماد بن عمرو فقال: ذهبت إليه وكان يروى عن زيد بن رفيع عن عبد الله فى بيض النعام، فإذا هو قد رفعه إلى النبى صلى الله عليه وسلم! فقلت: إنما هو عن عبد الله، وقلت له: أخرج إلى كتاب خصيف فأخرج إلى كتاب حصين، فإذا هو ليس يفصل بين خصيف وحصين فتركته.

أنبأنا البرقانى، أنبأنا محمد بن عبد الله بن خميرويه، أنبأنا الحسين بن إدريس، حدثنا ابن عمار قال: حدثنى عبد الله بن عصمة النصيبى– واستشهد ابن زيد بن رفيع فشهد له– فذكر أن رجلا جاء إلى حماد بن عمرو بخمسين حديثا من حديث الأعمش، فرواها ولم يسمع منها حرفا.

وقال ابن عمار أيضا: أخبرنى عبد الله بن عصمة النصيبى– واستشهد ابن زيد بن رفيع فشهد– أن حماد بن عمرو النصيبى أخذ كتاب زيد بن رفيع من عبد الحميد بن يوسف، ثم كان يرويه عن زيد بن رفيع .قال ابن عمار: وقد سمعت منه كثيرا، ولا أروى عنه، ولا أرى الرواية عنه، وأنا أعجب من ابن المبارك والمعافى حيث رويا عنه، ولم يكن يدرى أيش الحديث.أنبأنا أبو بكر أحمد بن محمد بن محمد الأشنانى قال: سمعت أبا الحسن أحمد ابن محمد بن عبدوس الطرائفى يقول: سمعت عثمان بن سعيد الدارمى يقول:سألت يحيى بن معين قلت: فحماد بن عمرو النصيبى؟ قال: ليس بشىء.

أخبرنى السكرى، أنبأنا محمد بن عبد الله الشافعى، حدثنا جعفر بن محمد بن الأزهر، حدثنا ابن الغلابى قال: قال يحيى بن معين: حماد بن عمرو النصيبى لم يكن ثقة.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اس کے علاوہ بھی مذکورہ روایت میں بعض راوی مجروح ہیں۔
اس لیے یہ حدیث بھی شدید ضعف سے خالی معلوم نہیں ہوتی۔ ؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أخبرني أحمد بن عبد الله الأنماطي، أنبأنا محمد بن المظفر، أنبأنا علي بن أحمد ابن سليمان المصري، حدثنا أحمد بن سعد بن أبي مريم قال: وقال لي غير يحيى بن معين: اجتمع الناس على طرح هؤلاء النفر، ليس يذاكر بحديثهم ولا يعتد به، إسحاق ابن نجيح الملطي وحماد بن عمرو النصيبي، وذكر قوما.

أنبأنا محمد بن الحسين القطان، أنبأنا عثمان بن أحمد الدقاق، حدثنا سهل بن أحمد الواسطي قال: قال أبو حفص عمرو بن علي: حماد بن عمرو النصيبي متروك الحديث، ضعيف جدا منكر الحديث.

أنبأنا ابن الفضل، أنبأنا علي بن إبراهيم المستملي قال: أخبرني محمد بن إبراهيم ابن شعيب الغازي قال: سمعت محمد بن إسماعيل البخاري يقول: حماد بن عمرو أبو إسماعيل النصيبي منكر الحديث، ضعفه علي بن حجر .وفيما ذكر لنا البرقاني أن يعقوب ابن موسى الأردبيلي حدثهم قال: حدثنا أحمد ابن طاهر بن النجم، حدثنا سعيد بن عمرو البردعي قال: وسمعته- يعني أبا زرعة الرازي- يقول: حماد بن عمرو النصيبي واهي الحديث.

وأنبأنا البرقاني، أنبأنا أحمد بن سعيد بن سعد، حدثنا عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النسائي، حدثنا أبي قال: حماد بن عمرو النصيبي متروك الحديث.

حدثنا عبد العزيز بن أحمد الكتاني- لفظا بدمشق- حدثنا عبد الوهاب بن جعفر الميداني، حدثنا أبو هاشم عبد الجبار بن عبد الصمد السلمي، حدثنا القاسم بن عيسى العصار، حدثنا إبراهيم بن يعقوب الجوزجاني قال: حماد بن عمرو النصيبي كان يكذب، لم يدع للحليم في نفسه منه هاجسا .(تاريخ بغداد، ج٩ ١٤٩ الیٰ ١٥١، تحت رقم الترجمة ٤٢٥٥)

؎ ويسأل القارء :عن هذه الأحاديث:

-1إذا رأيت الأسد فكبر ثلاثًا وقل أعوذ بالله من شر ما أخاف وأحاذر.

-2إذا أكلت فابدأ بالملح تشف من سبعين داءً.

-3من قرأ سورة يس نال عشر بركات.

والجواب بحول الملك الوهاب :أن هذه الأحاديث الثلاثة هي في حقيقتها حديثٌ واحدٌ، لكنه باطلٌ موضوعٌ .أخرجه الحارث بن أبي أسامة في المسند (-469زوائد) قال :حدثنا عبد الرحيم بن واقد، ثنا حماد بن عمرو، عن السري بن خالد بن شداد، عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن عليّ أنه قال :قال لي رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم :يا عليُّ، إذا توضأت فقل :بسم الله، اللهم إني أسألك تمام الوضوء، وتمام الصلاة، وتمام رضوانك، وتمام مغفرتك، فهذه زكاة الوضوء، وإذا أكلت فابدأ بالملح واختم بالملح؛ فإن في الملح شفاء من سبعين داء، أولها الجذام والجنون والبرص، ووجع الأضراس ووجع الحلق، ووجع البصر، ويا علي كل الزيت، وادهن بالزيت فإنه من ادهن بالزيت لم يقربه الشيطان أربعين ليلة، ويا علي لا تستقبل الشمس فإن استقبالها داء، واستدبارها دواء، ولا تجامع امرأتك في نصف الشهر، ولا عند غرة الهلال، أما رأيت المجانين يصرعون فيها كثيرًا، يا علي إذا رأيت الأسد فكبر ثلاثًا تقول :اللهُ أكبر الله

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علامہ جلال الدین سیوطی نے "اللآلی المصنوعة" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے مذکورہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أكبر الله أكبر الله أعز من كل شيء وأكبر أعوذ بالله من شر ما أخاف وأحاذر فإنک تكفى شره إن شاء الله، وإذا هر الكلب عليک فقل :(يَا مَعْشَرَ الجِنِّ وَالإِنسِ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَن تَنفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ فَانفُذُوا لاَ تَنفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ)، يا على إذا كنت صائمًا فى شهر رمضان فقل بعد إفطارک :اللهم لک صمت وعليک توكلت وعلى رزقک أفطرت يُكتب لک مثل من كان صائمًا من غير أن ينتقص من أجورهم شيئًا، يا علىّ واقرأ سورة يس فإن فى يس عشر بركات ما قرأها جائع إلا شبع، ولا ظمآن إلا روى، ولا عارٍ إلا كسى ولا عزب إلا تزوج، ولا خائف إلا أمن، ولا مسجون إلا خرج، ولا مسافر إلا أعين على سفره، ولا من ضلت له ضالة إلا وجدها، ولا مريض إلا برء، ولا قرئت عند ميت إلا خفف عنه.

وهذا إسنادٌ ساقطٌ، مسلسلٌ بالمجروحين،فشيخ الحارث بن أبى أسامة، قال الخطيب فى تاريخه :(11/85) فى حديثه مناكير، لأنها عن ضعفاء ومجاهيل، وقد يفهم من هذا القول أن العهدة على من فوقه، وحماد بن عمرو النصيبى كذبه الجوزجانى، وقال ابن حبان :كان يضع الحديث وضعًا .ووهاه أبو زرعة .وتركه النسائى .وقال البخاريُّ :منكرُ الحديث .والسُّرى بنُ خالد قال الأزدى :لا يحتج به .وقال الذهبى فى الميزان :(2/117)لا يعرفُ، وترجمه ابنُ أبى حاتم (2/1/284) ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلاً، وكأن هذا إسناد نسخه إلى جعفر الصادق، فقد روى الحارث بن أبى أسامة بهذا الإسناد عن جعفر بن محمد جملة من الأحاديث .وقد أورد ابن الجوزى فى الموضوعات (2/289) من وجهٍ آخر بعض هذا الحديث ثم قال :هذا حديث لا يصح عن رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم، والمتهمُ به عبد الله بن أحمد بن عامر أو أبوه، فإنهما يرويان نسخةً عن أهل البيت كلُّها موضوعة .والحمد لله رب العالمين .انتهى(الفتاوى الحديثية للحوينى، ج۲،ص۳)

تخريجه:هو قطعة من حديث طويل: أخرجه الحارث بن أبى أسامة فى مسنده (بغية الباحث) (1/ 526، 527) كتاب (13)الوصايا، باب (1)وصية سيدنا رسول الله –صلى الله عليه وسلم– رقم (469)، قال: حدثنا عبد الرحمن بن واقد ثنا حماد بن عمرو عن السرى بن خالد بن شداد عن جعفر بن محمد، عن أبيه، عن جده، عن على أنه قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم–: " يا على: إذا توضأت فقل: بسم الله اللهم إنى أسألک تمام الوضوء وتمام الصلاة وتمام رضوانک وتمام مغفرتک، فهذه زكاة الوضوء، وإذا أكلت فابدأ بالملح واختم بالملح، فإن فى الملح شفاء من سبعين داء، أولها الجذام والجنون والبرص ووجع الأضراس ووجع الحلق ووجع البصر، ويا على كل الزيت، وادهن بالزيت فإنه من ادهن بالزيت لم يقربه الشيطان أربعين ليلة، ويا على لا تستقبل الشمس فإن استقبالها داء واستدبارها دواء، ولا تجامع امرأتک فى نصف الشهر ولا عند غرة الشهر أما رأيت المجانين يصرعون فيها كثيرا، يا على إذا رأيت الأسد فكبر ثلاثا تقول: الله أكبر الله أكبر أعز من كل شيء وأكبر، أعوذ بالله من شر ما أخاف وأحاذر، فإنک تكفى شره إن شاء الله، وإذا هر الكلب عليک فقل:(يا معشر الجن والإنس إن استطعتم أن تنفذوا من أقطار السماوات والأرض فانفذوا لا تنفذون إلا بسلطان) يا على: " ... الحديث.

وأخرجه ابن الجوزى فى الموضوعات (2/ 289)باب فضل الملح قال: أنبأنا هبة الله بن أحمد الجريرى، أنبأنا إبراهيم بن عمر البركمى حدثنا أبو بكر بن بخيت حدثنا أبو القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر حدثنى

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

حدیث نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے، جس میں بعض راوی متہم ہیں، جو اہلِ بیت سے باطل چیزوں کو روایت کرتے ہیں۔ ؎

واللہ اعلم

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر

امام بیہقی نے ''شعب الایمان'' میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

جس نے صبح کھانے کی ابتداء نمک کے ساتھ کی، تو اس سے ستّر (70) طرح کی بلائیں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أبي أحمد بن عامر، حدثني علي بن موسى الرضا، حدثني أبو موسى بن جعفر، حدثني أبي جعفر بن محمد، حدثني أبي محمد بن علي حدثني جدي أبي [هكذا في المطبوع: ولعل الصواب: أبي] علي بن الحسين، حدثني أبي الحسين بن علي حدثني أبي علي بن أبي طالب رضي الله عنه فذكره مختصرا بلفظ: " يا علي عليك بالملح فإنه شفاء من سبعين داء الجذام والبرص والجنون."

ثم قال ابن الجوزي: هذا حديث لا يصح عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- والمتهم به عبد الله بن أحمد بن عامر أو أبوه فإنهما يرويان نسخة عن أهل البيت كلها باطلة.

وذكره السيوطي في اللآلىء المصنوعة (2/ 462، 463).

وذكر المتقي الهندي في كنز العمال (9/ 465، 469) أحاديث أخرى عن علي رضي الله عنه في أذكار الوضوء (برقم 26990، 26991، 26992)، وكلها لا يصح منها شيء، والله أعلم.

الحكم عليه: الحديث بهذا الإسناد موضوع كما قاله ابن الجوزي وفيه أربع علل:

1- في إسناده "عبد الرحيم بن واقد الخراساني"، وهو ضعيف.

2- وفي إسناده "حماد بن عمرو النصيبي "وهو متروك.

3- وفي إسناده "السري بن خالد بن شداد "وهو مجهول.

4- الانقطاع في إسناده، فإن علي بن الحسين زين العابدين لم يدرك جده علي بن أبي طالب، كما أن محمد بن علي الباقر أرسل عن جده الحسين بن علي رضي الله عنه (حاشية المطالب العالية، تحت رقم الحديث ٢٣٨١، باب ما يقول إذا رأى الأسد أو هر عليه الكلب)

؎ (أخبرنا) هبة الله بن أحمد الحريري أنبأنا إبراهيم بن عمر البرمكي حدثنا أبو بكر بن نجيب حدثنا القاسم عبد الله بن أحمد بن عامر حدثني أبي حدثني علي بن موسى الرضا حدثني أبي موسى حدثني أبي جعفر حدثني أبي محمد بن علي حدثني أبي علي بن الحسين حدثني أبي الحسين بن علي حدثني أبي علي بن أبي طالب مرفوعا يا علي عليك بالملح فإنه شفاء من سبعين داء الجذام والبرص والجنون لا يصح والمتهم به عبد الله بن أحمد بن عامر أو أبوه فإنهما يرويان نسخة عن أهل البيت كلها باطلة (اللآلي المصنوعة للسيوطي، ج٢، ص ١٧٩، الناشر: دار الكتب العليمة)

دور ہو جائیں گی۔ ۱؎

لیکن مذکورہ روایت میں ''جویبر بن سعید'' نام کے ایک راوی پائے جاتے ہیں، جن کو بعض محدثین نے ضعیف اور بعض نے شدید ضعیف مثلاً متروک وغیرہ قرار دیا ہے۔

نیز ''کنز العمال'' میں وکیع کے حوالہ سے اسی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ اثر نقل کیا گیا ہے، جس میں اور بھی کئی منکر اور غیر معتبر باتوں کا ذکر ہے، وہ روایت بھی ''جویبر'' کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ۲؎

علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے ''تقریب التہذیب'' میں ''جویبر'' کے بارے میں ''ضعیف جدا'' فرمایا ہے۔ ۳؎

اور امام نسائی نے ''جویبر بن سعید'' کو ''متروک الحدیث'' قرار دیا ہے۔ ۴؎

اسی طرح علامہ ذہبی نے دارقطنی سے ''جویبر'' کے متعلق ''متروک'' ہونا نقل کیا ہے۔ ۵؎

۱؎ أخبرنا أبو عبد الله الحافظ، ثنا أبو العباس محمد بن يعقوب، ثنا الحسن بن علي بن عفان، ثنا زيد بن الحباب، ثنا عيسى بن الأشعث، عن جويبر، عن الضحاك، عن النزال بن سبرة، عن علي أنه قال: " من ابتدأ غدائه بالملح، أذهب عنه سبعين نوعا من البلاء " "وذكر الحديث قد أخرجناه بطوله في مناقب أمير المؤمنين علي رضي الله عنه (شعب الايمان، رقم الحديث ۵۵۵۳)

۲؎ قال وكيع حدثنا الفضل بن سهل الأعرج حدثنا زيد بن الحباب حدثني عيسى بن الأشعث عن جويبر عن الضحاك عن النزال بن سبرة عن علي بن أبي طالب قال :من ابتدأ غداء ه بالملح أذهب الله عنه سبعين نوعا من البلايا، ومن أكل كل يوم سبع تمرات عجوة قتلت كل داء في بطنه ومن أكل كل يوم إحدى وعشرين زبيبة حمراء لم ير في جسده شيئا يكرهه، واللحم ينبت اللحم، والثريد طعام العرب والباشياز حار جار يعظم البطن ويرخي الإليتين، ولحم البقر داء ولبنها شفاء وسمنها دواء والشحم يخرج مثله من الداء ، ولم يستشف الناس بشفاء أفضل من السمن وقراء ة القرآن، والسواك يذهب البلغم، ولم تستشف النفساء بشيء أفضل من الرطب، والسمك يذيب الجسد، والمرء يسعى بجده، والسيف يقطع بحده، ومن أراد البقاء ولا بقاء فليباكر الغداء ، وليقل غشيان النساء وليخف الرداء قيل :وما خفة الرداء في البقاء ؟ قال خفة الدين .روى بعضه ابن السني وأبو نعيم معا في الطب، "عب "وعيسى بن الأشعث، قال في المغني مجهول وجويبر متروك(كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال،ج۱۰،ص۸۷، تحت رقم الحديث ۲۸۴۷۲)

۳؎ جويبر تصغير جابر ويقال اسمه جابر وجويبر لقب بن سعيد الأزدي أبو القاسم البلخي نزيل الكوفة راوي التفسير ضعيف جدا من الخامسة مات بعد الأربعين(تقريب التهذيب،ج۱،ص۱۶۸، تحت رقم الترجمة: ۹۸۹)

۴؎ جويبر بن سعيد الخراساني متروك الحديث(الضعفاء والمتروكين،للنسائي،ص۱۶۳)

۵؎ جُوَيْبِر بن سعيد بن الْبَلْخِي الْمُفَسّر قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ وَغَيره مَتْرُوك(المغني في الضعفاء ،للذهبي،ج۱،ص۱۳۸،حرف الْجِيم، تحت رقم الترجمة: ۱۲۰۸)

اورعلامہ ذہبی نے خود بھی ان کو''متروک الحدیث''وغیرہ قرار دیا ہے۔ [1]

علامہ ابنِ حجر نے''تہذیب التہذیب''میں''جویبر بن سعید''کے متعلق،محدثین کے مختلف اقوال اوران کی جرح نقل کی ہے،جن میں سے بعض کی جرح ضعیف اور بعض کی جرح شدید ضعیف نوعیت کی ہے۔

البتہ ساتھ ہی متعدد حضرات سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ''جویبر بن سعید''کے متعلق تفسیر کے باب میں تساہل سے کام لیا گیا ہے،لیکن حدیث کے باب میں تساہل سے کام نہیں لیا گیا۔ [2]

---

[1] جويبر بن سعيد البلخى :صاحب الضحاک، متروک الحديث(ديوان الضعفاء والمتروکين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين،للذهبى،ص ۶۸، تحت رقم الترجمة: ۷۹۹)

جويبر بن سعيد البلخى عن أنس والضحاک وعنه بن المبارک ويزيد بن هارون ترکوه(الکاشف فى معرفة من له رواية فى الکتب الستة،للذهبى،ج ۱،ص ۲۹۸، تحت رقم الترجمة: ۸۲۶)

جويبر بن سعيد، المفسر، البلخى، تالف(المقتنى فى سرد الکنى، للذهبى،ج ۱،ص ۳۵، تحت رقم الترجمة: ۲۲)

مراتب الضعف الشديد (التى لا يعبر بحديث أصحابها)۔متروک، ذاهب الحديث مطرح، ارم به، لا يعتبر بحديثه.لا يتابع على حديثه، مطروح الحديث، ساقط، هالک، ضعيف جداً، تالف، واهٍ بمرة، منکر الحديث، سکتوا عنه، ليس بشيء ، لا يساوى شيئاً، فاسق، لا يکتب حديثه.

۔متهم بالکذب، متهم بالوضع، يسرق الحديث ن مجمع على ترکه، خبيث.۔کذاب، دجال، وضاع ۔أکذب الناس، دجال الدجالة، رکن من أرکان الکذب(خلاصة التأصيل لعلم الجرح والتعديل،لحاتم بن عارف،ج ۱،ص۳۷)

[2] خ د ق -جويبر "بن سعيد الأزدى أبو القاسم البلخى عداده فى الکوفيين ويقال اسمه جابر وجويبر لقب روى عن أنس بن مالک والضحاک بن مزاحم وأکثر عنه وأبى صالح السمان ومحمد بن واسع وغيرهم وعنه بن المبارک والثورى وحماد بن زيد ومعمر وأبو معاوية ويزيد بن هارون وغيرهم قال عمرو بن على ما کان يحيى ولا عبد الرحمن يحدثان عنه وکذا قال أبو موسى وقال أبو طالب عن أحمد ما کان عن الضحاک فهو أيسر وما کان يسند عن النبى صلى الله عليه وسلم فهو منکر وقال عبد الله بن أحمد عن أبيه کان وکيع إذا أتى على حديث جويبر قال سفيان عن رجل لا يسميه استضعافا وقال الدورى وغيره عن بن معين ليس بشيء زاد الدورى ضعيف ما أقربه من جابر الجعفى وعبيدة الضبى وقال عبد الله بن على بن المدينى سألته يعنى أباه عن جويبر فضعفه جدا قال وسمعت أبى يقول جويبر أکثر على الضحاک روى عنه أشياء مناکير وذکره يعقوب بن سفيان فى باب من يرغب عن الرواية عنهم وقال الآجرى عن أبى داود جويبر على ضعفه وقال النسائى وعلى بن الجنيد والدارقطنى متروک وقال النسائى فى موضع آخر ليس بثقة وقال بن عدى والضعف على حديثه ورواياته بين قلت وقال أبو قدامة السرخسى قال يحيى القطان تساهلوا فى أخذ التفسير عن قوم لا يوثقونهم فى الحديث ثم ذکر الضحاک وجويبر ومحمد بن السائب وقال هؤلاء لا يحمل حديثهم ويکتب التفسير عنهم وقال أحمد بن سيار المروزى جويبر بن سعيد کان من أهل بلخ وهو صاحب الضحاک وله رواية ومعرفة بأيام الناس وحاله حسن فى التفسير وهو لين فى الرواية وقال بن حبان يروى عن الضحاک أشياء مقلوبة وقال الحاکم أبو أحمد ذاهب الحديث وقال الحاکم أبو عبد الله أنا أبرأ إلى الله من عهدته وذکره البخارى فى التاريخ الأوسط فى فصل من مات بين الأربعين إلى الخمسين ومائة (تهذيب التهذيب،لابن حجر العسقلانى،ج ۲،ص ۱۲۴ ،باب الجيم)

خطیب بغدادی نے بھی ''تاریخِ بغداد'' میں ''جویبر بن سعید'' کے متعلق محدثین کی طرف سے مختلف اقوال اور تفصیلی جرح نقل کی ہے۔

جن میں یحییٰ بن سعید القطان اور ابوداؤد کے ان کو'' ضعیف'' قرار دینے، اور علی بن مدینی کے ان کو'' شدید ضعیف'' قرار دینے اور'' اشیائے مناکیر'' روایت کرنے، اور یحییٰ بن معین کے ''لیس بشیئ'' قرار دینے، اور امام نسائی کے ان کو ''متروک الحدیث'' قرار دینے کی جرح بھی شامل ہے۔ [1]

---

[1] جويبر بن سعيد، أبو القاسم البلخي، كناه يحيى بن معين: أخبرنا عبد الله بن أبي الفتح حدثنا أبو الحسن الدارقطني .قال :جويبر بن سعيد البلخي سكن بغداد يروى عن الضحاك بن مزاحم، ومحمد بن واسع .روى عنه الثورى، ومعمر وأبو معاوية الضرير.

أخبرنا محمد بن الحسين القطان حدثنا على بن إبراهيم المستملي حدثنا أبو أحمد ابن فارس حدثنا محمد بن إسماعيل البخارى .قال :قال لي علي (بن المديني) قال يحيى بن سعيد القطان :كنت أعرف جويبرا بحديثين -يعني ثم أخرج هذه الأحاديث بعد -فضعفه.

أخبرنا عبد الله بن أحمد بن علي السوذرجاني -بأصبهان -أخبرنا أبو بكر بن المقرء حدثنا محمد بن الحسن بن علي بن بحر حدثنا أبو حفص عمرو بن علي .قال:كان يحيى وعبد الرحمن لا يحدثان عن جويبر بن سعيد، وكان سفيان يحدث عنه.

أخبرني محمد بن علي المقرء أخبرنا أبو مسلم بن مهران أخبرنا عبد المؤمن بن خلف النسفي قال :سألت أبا علي صالح بن محمد عن حديث معمر عن جويبر عن الضحاك عن النزال عن علي لا رضاع بعد الفطام فقال :جويبر لا يشتغل به، والحديث عن علي غير مرفوع .

أخبرنا أحمد بن أبي جعفر أخبرنا محمد بن عدى البصرى -في كتابه -حدثنا أبو عبيد محمد بن علي الآجرى .قال :سألت أبا داود عن جويبر والكلبي؟ فقدم جويبرا، وقال جويبر على ضعفه، والكلبي متهم.

أخبرني علي بن محمد المالكي أخبرنا عبد الله بن عثمان الصفار أخبرنا محمد بن عمران بن موسى الصيرفي حدثنا عبد الله بن علي بن المديني قال :وسألته -يعني أباه -عن جويبر بن سعيد فضعفه جدا.

قال :وسمعت أبي يقول :جويبر أكثر على الضحاك .روى عنه أشياء مناكير.

قال :وحدث يزيد بن زريع عن جويبر عن النزال بن سبرة عن علي لا وصال (يعني في الصيام) ثم حدث عن الضحاك عن النزال بن سبرة ومسروق أراه -قال عن علي -وضعفه جدا.

أخبرنا أبو بكر أحمد بن محمد بن محمد بن إبراهيم الأشناني -بنيسابور -قال سمعت أبا الحسن أحمد بن محمد بن عبدوس الطرائفي يقول :سمعت عثمان بن سعيد الدارمي يقول :قلت ليحيى بن معين :فجويبر كيف حديثه؟ فقال :ضعيف .

أخبرنا محمد بن عبد الواحد أخبرنا محمد بن العباس أخبرنا أحمد بن سعيد بن مرابا حدثنا عباس بن محمد قال :سمعت يحيى بن معين.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

علاوہ ازیں ”جویبر بن سعید“ سے بعض دوسری ایسی احادیث بھی مروی ہیں، جن کو محدثین نے شدید ضعیف یا موضوع قرار دیا ہے، مثلاً عاشوراء کے دن سرمہ لگانے کی مخصوص افادیت وفضیلت سے متعلق حدیث۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ وأخبرنا عبيد الله بن عمر الواعظ حدثنا الحسين بن صدقة أخبرنا أحمد بن أبى خيثمة قال :سمعت يحيى يقول :وجويبر ليس بشىء .

أخبرنا ابن الفضل القطان أخبرنا عبد الله بن جعفر بن درستويه حدثنا يعقوب بن سفيان .قال :باب من يرغب عن الرواية عنهم، فذكر جماعة، منهم جويبر بن سعيد .

أخبرنا أبو بكر البرقانى أخبرنا أحمد بن سعيد بن سعد حدثنا عبد الكريم بن أحمد بن شعيب النسائى حدثنا أبى .قال :جويبر بن سعيد الخراسانى متروك الحديث(تاريخ بغداد،للخطيب البغدادى، ج٣،ص٢٧٧، باب الجيم، تحت رقم الترجمة: ٣٧٤٢)

[1] حديث :الاكتحال يوم عاشوراء .رواه البيهقى فى "فضائل الأوقات "له، عن الحاكم بسنده إلى ابن عباس رضى الله عنهما قال :قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" :من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد ابدًا ."لكنه لا يصح عن رسول الله صلى الله عليه وسلم لأن فى إسناده جويبر بن سعيد .وقد قال الحاكم : أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر، قال :والاكتحال يوم عاشوراء لم يرو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم فيه أثر، وهو بدعة ابتدعها قتلة الحسين عليه السلام .انتهى.

وقد ذكر ابن الجوزى هذا فى "موضوعاته "والله الموفق(الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوى عنه من الأحاديث النبوية،لشمس محمد بن عبد الرحمن السخاوى، ج١، ص١٥٧، تحت رقم الحديث ٤١)

ومن الأحاديث الواردة فى يوم عاشوراء أحاديث فضل الاكتحال فيه وهى لا تخلو من ضعف شديد بل هى موضوعة وأحاديث التوسعة على العيال وقد حكم عليها ابن الجوزى وابن تيمية فى منهاج السنة وغيرهما ممن حذى حذوهما بالوضع وقد تعقب كثير من المحققين قولهم وأثبتوا أنها حسنة قابلة للاحتجاج والعمل بها ومع ذلك فهو مجرب أيضا.

فأخرج الحاكم فى مستدركه ومن طريقه ابن الجوزى بسنده إلى جويبر عن الضحاك عن ابن عباس مرفوعا من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا قال الحاكم أنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر انتهى .وفى ميزان الاعتدال .جويبر بن سعيد أبو القاسم الأزدى المفسر البلخى صاحب الضحاك قال ابن معين ليس بشىء وقال الجوزقانى لا يشتغل به وقال النسائى والدارقطنى وغيرهما متروك الحديث قلت له عن أنس شىء روى عنه حماد بن زيد وابن المبارك ويزيد بن هارون وطائفة أبو مالك عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس مرفوعا قال تجب الصلاة على الغلام إذا عقل والصوم إذا أطاقه ويروى عن جويبر عن الضحاك عن ابن عباس حديث من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبد قال أبو قدامة السرخسى قال يحيى القطان تساهلوا فى أخذ التفسير عن القوم لا توثقوهم فى الحديث ثم ذكر ليث بن أبى سليم وجويبر والضحاك ومحمد بن السائب وقال هؤلاء لا يحمد حديثهم ويكتب التفسير عنهم انتهى.

وأخرج البيهقى حديث الكحل من طريق الحاكم وقال سنده ضعيف بمرة وكذلك رواه بشر بن حمدان بن بشر النيسابورى عن عمه الحسين بن بشر ولم أر ذلك فى رواية غيره عن جويبر وجويبر ضعيف والضحاك لم يلق ابن عباس انتهى (الآثار المرفوعة فى الأخبار الموضوعة، ص٩٧، ٩٨، فضل يوم عاشوراء وصيامه)

البتہ اسی کے ساتھ بعض حضرات نے فرمایا کہ ''جویبر بن سعید'' راوی اگرچہ مجروح ہیں، لیکن ''متہم بالکذب'' نہیں۔ لہٰذا ان کی روایت میں شاہد بننے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔

لیکن اگر کھانے سے پہلے اور بعد میں نمک سے متعلق دوسری روایات کو شدید ضعیف وموضوع قرار دیا جائے، تو پھر اس کو ان کا شاہد قرار دینا درست نہ ہوگا۔ [1]

نیز علامہ عراقی کے بقول مذکورہ روایت میں ایک اور راوی ''عیسیٰ بن اشعث'' بھی پائے جاتے ہیں، جن کو محدثین نے مجہول قرار دیا ہے۔ [2]

حضرت ابنِ عباس کا اثر

علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے ''الغرائب الملتقطۃ'' میں مسند الفردوس کے حوالہ سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ایک روایت نقل کی ہے، جس میں مروی ہے کہ نمک سے رکنا بیماری پیدا کرتا ہے۔ [3]

طبی اعتبار سے تو اگرچہ ایک حد تک یہ بات درست ہے، لیکن مذکورہ روایت کی سند میں ایک راوی

---

[1] جويبر بن سعيد البلخي صاحب الضحاک متروک واتهمه ابن الجوزی، قلت :رأيت بخط الحافظ ابن حجر فی فوائد متفرقة علی ظهر تلخيص الموضوعات لابن درباس ما نصه :جويبر والضحاک وإن کانا مجروحين لم يتهما بكذب والله أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة، ج ١، ص ٤٦، تحت رقم الترجمة: ٤١، الناشر: دار الكتب العلمية)

[2] (حَدِيث) عَلـيّ أَن النَّبِي قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ عَلَيْکَ بِالْمِلْحِ فَإِنَّهُ شِفَاءٌ مِنْ سَبْعِينَ دَاءً أَقَلُّهَا الْجُذَامُ وَالْبَرَصُ وَالْجُنُونُ (ابْن الْجَوْزِيّ) وَلَا يَصح فِيهِ أَحْمد بن عَامر وَعنهُ ابْنه عبد الله وآفته أَحدهمَا فَإِنَّهُمَا يرويان عَن أهل الْبَيْت نُسْخَة كلهَا بَاطِلَة (تعقب) بِأَن عِنْد الْبَيْهَقِيّ فِي الشّعب عَن عَليّ مَوْقُوفا من ابْتَدَأَ غداء ه بالملح أذهب الله عَنهُ سبعين نوعا من الْبَلَاء وَعند ابْن مَنْدَه فِي كتاب أَخْبَار أَصْبَهَان من حَدِيث سعد بن معَاذ استفتحوا طَعَامكُم بالملح فوالذی نَفسِي بِيَدِهِ إِنَّه ليرد ثَلَاثًا وَسبعين من الْبَلَاء، أَو قَالَ من الدَّاء (قلت) هُوَ من طَرِيق إِبْرَاهِيم بن حَيَّان بن حَكِيم فَلَا يصلح شَاهدا وَأثر عَليّ ضَعِيف فِي سَنَده جُوَيْبِر مَتْرُوک وَعنهُ عِيسَى بن الْأَشْعَث مَجْهُول وَالله تَعَالَى أعلم (تنزيه الشريعة المرفوعة، ج٢، ص ٢٤٣، الناشر: دار الكتب العلمية)

[3] قال : أخبرنا حمد بن نصر ، أخبرنا علی بن الحسين بن علی بن مطر الإسراباذی ، أخبرنا أبو عمر علی بن محمد بن أحمد الدهان المروزی ، حدثنا أبو عاصم أحمد بن محمد بن الحسين بن يحيی ، حدثنا أبو عبيد الله محمد بن الحسن الفروحانی ، حدثنا عبد العزيز بن أبی حاتم ، حدثنا سليمان بن عمرو ، عن أبی الجويرية ، عن ابن عباس قال : منع الخميرة يورث الفقر ، ومنع الملح يورث الداء ، ومنع الماء يورث النذالة ، ومنع النار يورث النفاق "(الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس مما ليس فی الكتب المشهورة ، لابنِ حجر العسقلانی، رقم الحديث ٢٥١٠)

’’سلیمان بن عمرو بن عبداللہ‘‘ پائے جاتے ہیں، جن کو محدثین نے’’کذاب‘‘ قرار دیا ہے۔ ۱؎

علاوہ ازیں مذکورہ روایت میں کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد نمک کا ذکر نہیں پایا جاتا۔

مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ کھانے کے شروع اور آخر میں نمک کھانے کے سنت و مستحب ہونے سے متعلق احادیث وآثار میں شدید ضعف پایا جاتا ہے، جن کے پیشِ نظر متعدد محدثین واہلِ علم حضرات نے ان کو غیر مستند وغیر معتبر یا موضوع وغیرہ قرار دیا ہے، لہٰذا ان احادیث وروایات سے مسئلہ ہٰذا پر استدلال راجح معلوم نہیں ہوتا۔

کیونکہ شدید ضعیف اور موضوع احادیث کا فضائل کے باب میں بھی اعتبار نہیں ہوتا۔ ۲؎

چند اردو فتاویٰ کا حوالہ

امدادالفتاویٰ کا حوالہ

امدادُ الفتاویٰ میں ایک سوال مذکور ہے، جس میں تحریر کیا گیا ہے کہ کھانا کھانے کی ابتداء نمک کھانے سے کرنے کو اور ختمِ طعام نمک کھانے سے کرنے کو اکثر کتبِ متداولہ معتبرہ مثلاً ہندیہ، ردالمحتار، درر المنتقیٰ، احیاء العلوم، کیمیائے سعادت، وغیرہ میں کھانے کے آداب میں سے لکھا گیا ہے۔

۱؎ أبو داود النخعي، هو سليمان بن عمرو، [الوفاة: 181 – 190هـ]وهو ابن عم شريک القاضي.
روى عن: أبي طوالة، وعبد الملک بن عمير، وإسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة، والمختار بن فلفل، وغيرهم .وعنه: آدم بن أبي إياس، ويحيى بن أيوب المقابري، وعباد بن يعقوب، والمسيب بن واضح، وطائفة .قال أبو معمر الهذلي: كان بشر المريسي قد أخذ رأى جهم من أبي داود النخعي، وكان أبو داود كذابا.قلت: كان وقحا جريئا، قدريا، من الخير بريئا.قال على ابن المديني: كان من الدجالين.
وقال يحيى بن معين: هو كذاب النخع.وقال البخاري: معروف بالكذب .قاله قتيبة وإسحاق.
وقال أحمد بن حنبل: كذاب.وروى عباس عن يحيى قال: وأبو داود النخعي رجل سوء، كذاب خبيث، قدرى، لم يكن ببغداد رجل إلا وهو خير من النخعي، كان يضع الحديث، سمعته يقول: سمعت خصيفا وخصافا ومخصفا، كان أكذب الناس(تاريخ الاسلام للذهبى، ج۴ص۱۰۱۶، رقم الترجمة ۴۳۴)

۲؎ شرط العمل بالحديث الضعيف عدم شدة ضعفه،وان يدخل تحت اصل عام ، وان لايعتقد سنية ذالک الحديث.واما الموضوع فلايجوز العمل به بحال، ولاروايته الا اذا قرن ببيانه(درمختارجزء ا ص۱۳۸ ،كتاب الطهارة، سنن الوضوء)
(قوله عدم شدة ضعفه) شديد الضعف هوالذى لايخلو طريق من طرقه كذاب اومتهم بالكذب قاله ابن حجر(ردالمحتار، كتاب الطهارة، سنن الوضوء)

مگر ایک شخص اس بات کو نہیں مانتے، وہ کہتے ہیں کہ جب تک کھانے کے شروع اور اخیر میں نمک استعمال کرنے کا ثبوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابی کے قول وفعل سے نہ ملے، محض فقہائے حنفیہ وبعضِ صوفیہ کے لکھنے پر اس کا ادب ومستحب ہونا، قابلِ تسلیم ووثوق نہیں۔

امدادُ الفتاویٰ میں اس سوال کا درجِ ذیل جواب تحریر کیا گیا:

فی احیاء العلوم ویبدأبالملح ویختم به فی شرحه للزبیدی هکذا نقله صاحب القوت وصاحب العوارف .

قال الاخیر روی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال یا علی ابدأ طعامک بالملح واختم بالملح، فإن الملح شفاء من سبعین داء منها الجنون والجذام والبرص ووجع البطن ووجع الأضراس .

وذکره ابن الجوزی فی الموضوعات ، وسیأتی الکلام علیه فی الفصل الاخیر، اخرجه البیقهی فی الشعب بلفظ القوت، الخ.

وروی ابن الجوزی فی الموضوعات ،الخ، ثم قال لایصح ، والمتهم عبدالله بن احمد الطائی وابوه فانهما یرویان نسخة من اهل البیت کلها باطلة، اهـ.

وفی ذیل اللآلی للسیوطی: الموضوع لایراد الموضوعات من اکل الملح قبل الطعام وبعد الطعام فقد امن من ثلاثمائة وستین نوعا من الداء اهونها الجذام والبرص اهـ.

ان سب عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شخص کا یہ قول صحیح ہے (کہ جب تک کھانے کے شروع اور اخیر میں نمک استعمال کرنے کا ثبوت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابی کے قول وفعل سے نہ ملے، محض فقہائے حنفیہ وبعضِ صوفیہ کے لکھنے پر اس کا ادب و مستحب ہونا، قابلِ تسلیم ووثوق نہیں)

اور اس کا ثبوت کہیں نظر سے نہیں گزرا۔

باقی اس سے فقہاء وصوفیاء پر اعتراض بھی نہیں ہوسکتا، اس واسطے کہ ’’لکل فن

رجال‘‘اور ہر فقیہ وصوفی کے لیے محدث ہونا لازم نہیں۔

البتہ فقیہ بمعنیٰ مجتہد کے لیے احادیثِ احکام پر مطلع ہونا ضروری ہے۔

سو یہ(یعنی کھانے سے پہلے اور بعد میں نمک کھانے کا)ادب مجتہد مذہب سے منقول بھی نہیں،اس لیے ان پر بھی کوئی شبہ نہیں ہوسکتا۔

نیز اس سے کتبِ مذہب کا غیر معتبر ہونا بھی لازم نہیں آتا،کیونکہ وہ کتب تدوینِ مذہب منقول عن المجتہد کے لیے موضوع ہیں،اور یہ امور خود مجتہد سے منقول نہیں۔

اور یہ سب کلام بابت عدمِ صحت روایت مسئول عنہا اور صحت قول قائل مذکوہ فی السوال باعتبار اس روایت کے بعینہٖ منقول صریح ومرفوع ہونے کے ہے۔

اور باعتبار اس قول کے صحیح فی نفسہٖ ہونے کے ہے،باقی من وجہٍ موقوفاً صریحاً اور مرفوعاً استنباطاً بانضمام بعض قواعد صحیحہ اس روایت کی اصل اور مآخذ ثابت ہے،اور اس قائل کا مقصود اگر کتبِ فقہ وتصوف کے معتبر ہونے کی نفی ہو،تو وہ قول صحیح نہیں،چنانچہ وہ روایت موقوفاً حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بایں لفظ احیاء میں منقول ہے:

’’من ابتداء غذاء ہ بالملح اذھب اللہ عنہ سبعین نوعا من البلاء‘‘

اور زبیدی نے بیہقی سے اس کی تخریج کر کے کوئی کلام نہیں کیا۔

اور مرفوعاً مقاصدِ حسنہ میں بہ تخریج ابنِ ماجہ وابو یعلیٰ وطبرانی وقضاعی بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ یہ الفاظ وارد ہیں’’**سید ادامکم الملح**‘‘۔

اور اصل مقتضیٰ سیادت کا یہ ہے کہ وہ اول وآخر دونوں محل میں ہو،اور بہت مواقع پر تکویناً وتشریعاً اس کا اعتبار بھی کیا گیا ہے،چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول الانبیاء نوراً وآخرانبیناً ظہوراً ہیں۔

اور خود طعام کے قبل اور بعد ذکر اللہ وارد ہے،اور دعاء کے شروع اور ختم دونوں پر درود شریف مامور بہ ہے،اسی طرح بہت سے احکام ہیں،پس یہ ماخذ ہوسکتا ہے،نمک سے ابتداء اور اس پر اختتام کرنے کا،لیکن یہ عبادات سے نہیں،اس معنیٰ کر استحباب کا حکم

نہیں کرسکتے۔

لیکن چونکہ عاداتِ مرضیہ موافقہ للقواعد الشرعیہ میں سے ہے،اس لئے مستحب بمعنیٰ محبوب ومرغوب فیہ کہہ سکتے ہیں (امداد الفتاویٰ ج۴ص۱۱۲و۱۱۳،کھانے پینے کی حلال وحرام مکروہ و مباح چیزوں کا بیان، بعنوان: کھانے کو نمک سے شروع اور نمک پر ختم کرنے کی روایت کی تحقیق،مطبوعہ: مکتبہ دارالعلوم کراچی،طبع نہم،۱۴۱۲ھ)

امدادُالفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

(1)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے پہلی بات یہ معلوم ہوئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابی کے قول وفعل سے مستند طریقہ پر ثابت ہوئے بغیر محض بعض فقہاء وصوفیاء کے کھانے کے شروع وآخر میں نمک کو سنت ومستحب قرار دینے سے اس کا سنت ومستحب ہونا ثابت نہیں ہوسکتا۔

(2)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ائمۂ مجتہدین ومتبوعین سے کھانے کے شروع وآخر میں نمک کھانے کا سنت ومستحب ہونا منقول نہیں۔

(3)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی غیر محدث وغیر مجتہد فقیہ وصوفی کا کسی حدیث کو نقل کردینا یا اس سے استدلال کرنا حجت نہیں، بلکہ اس کے لیے محدث ومجتہد ہونا ضروری ہے،جس کے لیے ’’لکل فن رجال‘‘ کا قاعدہ شاہد ہے۔

(4)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ کتبِ مذہب، مجتہد کا مذہب نقل کرنے کے لیے موضوع ہیں،اوران کتب میں جو امور اصحابِ مذہب مجتہد سے منقول وماخوذ نہ ہوں،ان کی نسبت اصحابِ مذہب کی طرف نہیں کی جاسکتی، بلکہ ان کو ناقلین وغیرہ کا قول یا اجتہاد سمجھنا چاہیے۔

(5)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ کھانے کے

شروع وآخر میں نمک کے مستحب یا کھانے کے آداب میں سے ہونے کا صریح مستدل یاماٰ خذحضرت علی رضی اللہ عنہ کا اثر ہوسکتا ہے، جو بیہقی نے روایت کیا ہے، اور بیہقی نے اس روایت کی سند پر کلام نہیں کیا۔

(6)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے چھٹی بات یہ معلوم ہوئی کہ کھانے کے شروع وآخر میں نمک کے مستحب یا کھانے کے آداب میں سے ہونے کا استنباط حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے بھی ہوسکتا ہے، جس میں یہ الفاظ وارد ہیں ''سید ادامکم الملح''۔

اوراصل مقتضیٰ سیادت کا یہ ہے کہ وہ اول وآخر دونوں محل میں ہو۔

(7)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے ساتویں بات یہ معلوم ہوئی کہ نمبر 5اور 6 میں مذکورہ مستدل وماٰخذ کے باوجود نمک سے کھانے کی ابتداء اوراس پر اختتام کرنا عبادات کے قبیل سے نہیں، لہٰذا اس معنیٰ کر اس پر استحباب کا حکم نہیں لگا سکتے۔

(8)...... امدادُ الفتاویٰ کے مذکورہ فتوے سے آٹھویں بات یہ معلوم ہوئی کہ نمک سے کھانے کی ابتداء اوراس پر اختتام کرنا عاداتِ مرضیہ موافقہ للقواعد الشرعیہ میں سے ہے، اس لئے اس کو مستحب بمعنیٰ محبوب ومرغوب فیہ کہہ سکتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اثر کی سند پر کلام پیچھے گزر چکا ہے، جس کے پیشِ نظر اس اثر کی سند کا شدید ضعیف ہونا راجح معلوم ہوتا ہے، لہٰذا اس سے استدلال تام معلوم نہیں ہوتا۔

اسی طرح حدیث ''سید ادامکم الملح'' کی سند اوراس سے متعلقہ استدلال پر بھی پیچھے کلام گزر چکا ہے، جس کے پیشِ نظر اس سے بھی مذکورہ مسئلہ پر استدلال راجح معلوم نہیں ہوتا۔

بہرحال صاحبِ امدادُ الفتاویٰ کے نزدیک اس مسئلہ کے موقوف، صریح اور مرفوع اصولی ماٰخذ ومستدل کو تسلیم کرنے کے باوجود اس کو شرعی اعتبار سے یعنی عبادت کے طور پر استحباب کا حکم نہیں لگایا جاسکتا، چہ جائیکہ اس پر شرعاً مسنون یا سنت ہونے کا حکم لگایا جائے، پس جن کتب میں اس عمل کو سنت قرار دیا گیا ہے، وہ صاحبِ امدادُ الفتاویٰ کے نزدیک راجح نہ ہوا، زیادہ سے زیادہ مرغوب

محبوب عادی ہوا،اوراسی معنیٰ کراس پر مستحب کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

لیکن مذکورہ مآ خذ اگر قابلِ استدلال نہ ہوں،تو پھر یہ درجہ بھی ثابت ہونا مشکل ہے۔

احسن الفتاویٰ کا حوالہ

احسنُ الفتاویٰ میں ایک سوال وجواب درجِ ذیل طریقہ پر مذکور ہے:

سوال: کھانے کی ابتداء وانتہاء میں نمک چکھنا سنت ہے یا نہیں؟اگر مسنون یا مستحب نہیں،تو شامیہ،احیاء العلوم اور دیگر کتبِ معتبرہ میں کھانے کے آداب میں کیوں لکھا ہے؟اس کا کیا جواب ہے؟بیّنوا وتو جروا۔

الجواب باسم ملہم الصواب

کھانے کی ابتداء وانتہاء میں نمک چکھنے کے بارے میں جو اقوال کتبِ متداولہ میں مذکور ہیں، وہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں،اس بارے میں جتنی بھی احادیث ہیں، سب موضوعہ ہیں،لہٰذا ابتداء وانتہاءِ طعام بالملح کوسنت قرار دینا تسامح ہے۔

فی حاشیة فردوس الاخبار سید ادامکم الملح. وفی اسناده عیسیٰ بن ابی عیسیٰ متروک کما فی التقریب لابن حجر رحمه الله تعالیٰ.وقال الذهبی فی ترجمة عیسیٰ ضعفه احمد وغیره. وقال الفلاس والنسائی متروک(فردوس الاخبار، ص۴۶۳، ج۲)

وقال العلامة السیوطی رحمه الله تعالیٰ: حدیث یا علی علیک بالملح، فانه من شفاء من سبعین داء الجذام والبرص والجنون . لایصح والمتهم به عبدالله بن احمد بن عامر و ابوه فانهما یرویان نسخة عن اهل البیت کلها باطلة(اللآلی المصنوعة، ص ۲۱۱، ج۲)

وقال الملا علی القاری رحمه الله تعالیٰ: ومنها وصایا علی کلها موضوعة سوی الحدیث الاول وهو :یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ غیر انه لا نبی بعدی.قال الصنعانی: ومنها وصایا علی کلها التی اولها یا علی لفلان ثلاث علامات(الاسرار المرفوعة ص۳۸۸)

وقال العلامة الشوكاني رحمه الله تعالىٰ: حديث يا علي عليك بالملح فانه شفاء من سبعين داء. وهو موضوع(الفوائد المجموعة، ص ١٦١)

وفي التعلقات على الكشف الالٰهي :عليكم بالملح فانه شفاء من سبعين داء منه الجنون والجذام والبرص. قال العجلوني:ولعله موضوع ، ونص ابن القيم على انه موضوع(الكشف الالٰهي ،ص ٣٩٢، ج ١)

(احسن الفتاویٰ،جلد۹،صفحہ۹۱،مسائلِ شتیٰ)

اس طرح کی عبارات کے پیشِ نظر اسی طرف رجحان ہوتا ہے کہ جن صوفیاء واہلِ علم حضرات نے کھانے کی ابتداء وانتہاء پر نمک کو سنت ومستحب قرار دیا ہے،ان کے پیشِ نظر اس سلسلہ میں مروی احادیث وروایات تھیں،جن کی اسناد کی تحقیق کا ان کو موقع میسر نہیں آسکا،اوران کو معتبر ومستند سمجھ کر تسامح کی بنیاد پر یہ مسئلہ نقل درنقل چلتا رہا۔

اوراس طرح کی کئی مثالیں کتبِ فقہ میں پائی جاتی ہیں،عدل وانصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس قسم کے مسائل کی تحقیق کے بعدان کے متعلق موقف اختیار کیا جائے،اورکسی علمی وفقہی یا مسلکی تعصب کی بنیاد پر افراط وتفریط میں مبتلا نہ ہوا جائے۔

یہ بات ملحوظ رہے کہ کھانے کے شروع اورآخر میں نمک استعمال کرنے کا مذکورہ حکم شرعی اعتبار سے ہے، جہاں تک طبی مسئلہ کا تعلق ہے،تو طبی اعتبار سے بعض افرادواشخاص کے لیے کھانے کے شروع وآخر میں معدنی،سمندری یا نباتاتی نمک کا مخصوص مقدار میں استعمال مفید ہوسکتا ہے،لیکن یہ علاج کے قبیل سے ہوگا۔

اوراس کو اصولی درجہ میں سب افراد کے لیے کھانے کے شروع وآخر میں مفیداورامراضِ کثیرہ مختلفہ سے حفاظت کا نسخہ قرار دینا طبی اصولوں کی رُو سے درست نہ ہوگا۔

خلاصۂ کلام

اب تک کھانے کے شروع اورآخر نمک کھانے سے متعلق جو تفصیل ذکر کی گئی،اس کا خلاصہ یہ نکلا کہ ائمۂ متبوعین ومجتہدین سے کھانے کے شروع اورآخر میں نمک کھانے کے مسنون ومستحب ہونے کا

ثبوت نہیں ملتا،البتہ بعد کے متعدد صوفیاء وعلماء سے اس کا ثبوت ملتا ہے،اوران حضرات کا بظاہر استدلال اس سلسلہ میں مروی بعض احادیث وروایات سے ہے،جن کی اسناداوران سے اس مسئلہ پر استدلال قابلِ اطمینان معلوم نہیں ہوتا۔اور بعض علماء وصوفیاء کا ان احادیث وروایات کی اسناد کی تحقیق کے بغیران پر بھروسہ کر کے مسنون ہونے کا حکم لگانا تسامح پر مبنی محسوس ہوا۔

لہٰذا کھانے کے شروع وآخر میں نمک کے استعمال کوشرعی اعتبار سے سنت ومستحب عمل کا درجہ دینا مناسب نہیں۔البتہ طبی اعتبار سے بعض افرادواشخاص کے لیےاس کومفید قرار دیا جائے،تواس سے انکارنہیں،لیکن اس صورت میں بھی اس کوطبی درجہ حاصل ہوگا،نہ کہ شرعی۔

اور یہ طبی حکم ضرورت مندوں کے لیے بوقتِ ضرورت اور بقدرِضرورت تک خاص ہوگا۔

فقط وَاللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 12/محرم الحرام/1439ھ 03/اکتوبر/2017ء بروزمنگل

ادارہ غفران،راولپنڈی،پاکستان

عدنان احمد خان
0345-5067603
الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر
دوکان نمبرK-93،ظفرالحق روڈ،نزد بوبی پان شاپ،کمیٹی چوک،راولپنڈی
فون: 051-5961624

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

کھانے کے آداب (قسط5)

(42)...... کھانے کے دوران ایسی بات یا کوئی ایسی حرکت نہ کیجئے، جس سے دوسروں کو کراہیت آئے اور گھن پیدا ہو، اور دوسروں کے کھانے میں خرابی پیدا ہو۔

بعض اوقات انسان کو خود سے اپنی کوئی حرکت یا گفتگو ناگوار نہیں گزرتی، لیکن کسی دوسرے کو ناگوار گزرتی ہے، اس لئے دوسروں کی طبیعت اور مزاج کا لحاظ کرنا ضروری ہے۔

(43)...... کھانا کھاتے وقت اپنی توجہ کو کھانے کے علاوہ دوسری باتوں اور چیزوں سے ہٹا لینا چاہئے، ذہنی اُلجھن اور دماغ پر بوجھ بننے والی چیزوں، نیز رنج وغم کی باتوں سے پرہیز کرنا چاہئے اور اس موقع پر طبیعت کو خوش وخرم رکھنا چاہئے، اس سے کھایا پیا جسم کو لگتا ہے۔

اور اس کے برعکس کرنے سے کھانے پینے کے لطف کے متاثر ہوجانے وغیرہ کی وجہ سے وہ طبیعت پر بوجھ بن جاتا ہے، اور ہضم ہونے میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہے۔

(44)...... کھانے کے دوران بہت زیادہ باتیں کرنے اور قہقہہ مار کر ہنسنے سے پرہیز کیجئے، اس طرح کی حرکت سے کھانے کے مقصد میں خلل واقع ہوتا ہے، البتہ کھانے کے دوران بالکل خاموش رہنے کا بھی حکم نہیں، کھانا کھاتے وقت خاموش رہنے کو اگر ثواب نہ سمجھا جائے تو کوئی گناہ نہیں، البتہ دوسروں کے مناسبِ حال پاکیزہ اور قدرے جائز اور تفریحی بات کرنا نیز نیک لوگوں کے ہلکے پھلکے واقعات کا ذکر و مذاکرہ بہتر ہے۔

(45)...... حلال اور پاکیزہ کھانے میں عیب نہ لگایئے، ہر قسم کا حلال کھانا کھانے کی عادت ڈالئے، اگر کوئی پاک اور حلال چیز طبیعت کو کسی وجہ سے پسند نہ ہو تب بھی عقیدہ اور عقل سے اس کو بُرا نہ سمجھئے اور زبان سے اس کی تحقیر و تذلیل نہ کیجئے۔

البتہ کھانا پکانے اور تیار کرنے میں کوئی کوتاہی یا کسی چیز کی کمی محسوس ہوتو اس پر مناسب انداز میں آگاہ اور تنبیہ کرنے میں یا اسی طرح کوئی چیز طبیعت کو پسند نہ ہوتو دوسرے کو طبیعت کے تقاضہ سے حکمت کے ساتھ آگاہ کرنے میں حرج نہیں، مگر اس طریقہ پر کہ جس سے کھانے کی تحقیر لازم نہ آئے، اسی طرح اگر کھانا حرام وناپاک یا سڑا بُسا ہوتو اس کو بھی حرام وناپاک یا سڑا بُسا ہونے کی وجہ سے غلط کہنے میں حرج نہیں ہے۔

(46)...... کھانے کے دوران تھوکنے اور ناک صاف کرنے سے پرہیز کیجئے، اگر ضرورت ہو تو دوسرے کی نظر سے بچا کر خاموشی سے اپنا تقاضا پورا کرلیجئے۔

(47)...... کھانے کے دوران اگر چھینک آئے تو اپنے منہ کو کھانے اور دوسروں کی طرف سے پیچھے یا دوسری جانب کر لیجئے، اور منہ پر ہاتھ یا کوئی رومال وغیرہ رکھ لیجئے، تاکہ منہ، ناک سے تھوک وغیرہ کسی کھانے پینے کی چیز یا دسترخوان پر یا دوسرے شخص پر نہ پڑ جائے۔

(48)...... کھانے پینے کی چیز پر پھونک نہ ماریئے، اگر گرم ہو تو تھوڑا انتظار کرلیجئے، اور اگر اس میں کوئی تنکا وغیرہ ہو تو اُسے پھینک دیجئے یا نکال دیجئے، اسی طرح بلاضرورت کھانے کو سونگھنے سے بھی پرہیز کیجئے، اس کی وجہ سے بلاوجہ کھانے سے کراہیت پیدا ہونے کا خطرہ ہوتا ہے، کسی وقت پھونک مارنے کی ضرورت ہو، تو ایسی ضرورت کے وقت بغیر آواز نکالے پھونک مارنے میں حرج نہیں۔

(49)...... برتن میں کھانے کا کوئی حصہ رہ جائے اور کوئی عذر نہ ہو، تو اس کو انگلی سے چاٹ لیجئے، اور کوئی پتلی چیز، مثلاً شوربا وغیرہ ہو تو پی کر برتن صاف کردیجئے۔

(50)...... ایک برتن میں ایک سے زیادہ افراد کا مِل کر کھانا، جائز بلکہ اتفاق وبرکت کا ذریعہ ہے، بشرطیکہ ساتھ کھانے والے افراد صفائی وستھرائی کے اصول وقواعد کی پابندی کرتے ہوں، ورنہ الگ الگ برتن میں لے کر کھانے کی بھی شرعاً ممانعت نہیں۔

(51)...... منہ سے کوئی چیز نکال کر دوبارہ کھانے کے برتن میں لوٹانا پسندیدہ اور اچھی حرکت نہیں، اس سے بچنا چاہئے۔

(52)...... اگر کھانے میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر دونوں پروں کو کھانے میں ڈبو دینا

چاہئے، حدیث میں اس کا ذکر آیا ہے۔

اس کے بعد مکھی کو نکال کر باہر پھینک دیجئے اور کھانا خود طبیعت چاہے تو کھا لیجئے ورنہ کسی ضرورت مند کو دے دیجئے، یا جانور کو کھلا دیجیے۔

(53)...... کھانا اپنے سامنے اور ایک طرف سے کھانے کا اہتمام کیجئے، کیونکہ اس طرح کھانے میں خیر و برکت ہوتی ہے، اس لئے اپنے سامنے سے کھایئے، مختلف جگہوں سے، درمیان سے یا دوسروں کی طرف سے نہ کھایئے۔

البتہ اگر ایک ہی برتن میں مختلف قسم کی چیزیں مثلاً مختلف قسم کے پھل، یا مختلف قسم کے میوے وغیرہ ہوں اور جو چیز آپ کو مطلوب ہو وہ دوسری طرف ہو تو دوسری طرف سے اُسے اٹھا کر کھانے میں بھی حرج نہیں۔

(54)...... بلاضرورت روٹی کو چھری وغیرہ سے کاٹنا اچھا نہیں۔

البتہ روٹی کو چھری سے کاٹنے کی ضرورت ہو یا مثلاً آج کل کی مروجہ ڈبل روٹی، بند، برگر، روغنی نان، رَس اور کیک وغیرہ جیسی چیزوں کو چھری سے کاٹنے میں کوئی حرج نہیں۔

مگر چھری وغیرہ سے جو بھی چیز کاٹنی ہو، اس میں یہ خیال رکھیں کہ چھری زنگ آلودہ، یا کسی اور طرح سے گندی نہ ہو، بلکہ صاف ستھری ہو۔

(55)...... روٹی کو پھینکنے اور پٹخنے سے پرہیز کیجئے، کیونکہ یہ روٹی کے ادب و اکرام کے خلاف ہے اور اسلام میں رزق کے ادب کا بڑا سخت حکم ہے۔ (جاری ہے............)

ٹوپی کی شرعی حیثیت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، محدثین وفقہائے کرام سے ٹوپی پہننے کا ثبوت، عمامہ کے بغیر ٹوپی پہننے کے سنت ہونے اور مشرکین کا طریقہ نہ ہونے کی بحث، ٹوپی کے اوپر علماء وصلحاء کے رومال اوڑھنے کی حیثیت، ننگے سر رہنے اور گھومنے پھرنے اور ننگے سر نماز پڑھنے کے مروجہ طریقہ پر مدلل ومفصل کلام، اور اس سلسلہ میں پیش کردہ شبہات کا ازالہ، اور چند اہم متعلقہ مسائل

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

عبرت کدہ   حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط 26   مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ کو عطائے معجزات (حصہ اول)

اللہ تعالیٰ کا عصائے موسیٰ کے متعلق سوال

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو معجزات دیئے جانے والے تھے ان ہی کے متعلق کلام کی ابتدا ہو رہی ہے اور سوال سے مقصود یہ ثابت کرنا تھا کہ ان کے ہاتھ میں خشک لکڑی کی ایک لاٹھی ہے، جسے اللہ تعالیٰ بطور معجزہ ایک زندہ اور متحرک سانپ بنا دے گا، اور اس معجزے کا اظہار انہیں فرعون اور فرعونیوں کے سامنے کرنا ہوگا، اور یہ معجزات ان کی نبوت ورسالت کے دلائل اور براہین ہوں گے، اور حضرت موسیٰ کے لیے باعث سکینت وطمانیت ہوں گے، ان معجزات میں سے ایک معجزہ ''عصا'' کا عطا فرمایا کہ اس کو زمین پر ڈالنے سے ایک ''جماد'' حیوان بن جاتا تھا، اور دوسرا معجزہ ''یدِ بیضاء'' کا عطا کیا کہ جس سے ایک ''جسمِ کثیف'' ایک ''جسمِ لطیف اور نورانی'' بن جاتا تھا۔ [1]

چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان انوار پر مطلع کیا، جو درخت سے آسمان کی طرف جارہے تھے اور ان کو فرشتوں کی تسبیح سنائی پھر ان کو اپنا کلام سنایا، پھر پہلے ان کو اپنی رسالت کے لئے منتخب فرما کر ان پر لطف فرمایا، پھر ان کو بڑے عظیم الشان احکام کا مکلّف فرمایا، پھر ان پر یہ لازم کیا کہ وہ جزا اور سزا کے دن کو یاد رکھیں، اور یہ کہ ہر شخص نے بہرحال لوٹ کر اللہ تعالیٰ کے پاس جانا ہے جہاں اس سے اس کی زندگی کا حساب لیا جائے گا، پھر یہ وعید سنائی کہ جس نے اس دن کو نہ مانا یا اس کو یاد نہ رکھا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

---

[1] ولا بد للنبی فی نفسه من معجزة یعلم بها صحة نبوة نفسه، فأراه فی العصا وفی نفسه ما أراه لذلک .ویجوز أن یکون ما أراه فی الشجرة آیة کافیة له فی نفسه، ثم تکون الید والعصا زیادة توکید، وبرهانا یلقی به قومه(تفسیر القرطبی، ج ۱۱ ص ۱۸۶، سورة طٰهٰ)

www.idaraghufran.og

اس وعید اور تہدید کو سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران اور ہیبت زدہ ہو گئے، جیسے کوئی انسان بہت ہولناک احوال اور واقعات ملاحظہ کر کے ہیبت زدہ ہو جاتا ہے، تو حضرت موسیٰ کی حیرت اور ان کی ہیبت کو دور کرنے کے لئے اور ان کو معمول پر لانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ان سے ایک آسان سوال کیا کہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟

گویا کہ وہ اس قدر مبہوت و مستغرق تھے کہ ان کو یہ بھی پتا نہیں چل رہا تھا کہ ان کا دایاں ہاتھ کون سا ہے اور بایاں ہاتھ کون سا ہے، تب اللہ تعالیٰ نے دین کے بنیادی حقائق کا علم دینے اور بعض ضروری اخلاقی صداقتوں پر توجہ دلانے کے بعد نہایت اپنائیت سے سوال کیا کہ اے موسیٰ! آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ تا کہ ان کی ہیبت زائل ہو کیونکہ جو انسان ہیبت زدہ ہو جب اس کی توجہ دوسری طرف پھیر دی جائے تو اس کی ہیبت کم ہو جاتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید کی سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۷)

یعنی ”اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ“

حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں کوئی ایسی چیز نہ تھی، جو ایک ہی نظر میں دیکھنے سے معلوم نہ ہوتی، ایک لاٹھی تھی جو اکثر آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی، اور اس سوال سے شاید یہ مقصود بھی ہو کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اچھی طرح یہ بات ذہن میں تازہ کر لیں کہ ان کے ہاتھ میں ایک سادہ سی لاٹھی ہے جس سے چھوٹے موٹے کام لیے جا سکتے ہیں، اس میں کوئی غیر معمولی صلاحیت نہیں، اور اس کے لاٹھی ہونے کا یقین ہو جائے، بعد میں بطور معجزہ سانپ بننے پر انہیں یہ شک پیدا نہ ہو کہ شاید میں نے کوئی اور چیز پکڑی ہوئی تھی، یا رات کے اندھیرے میں کوئی سانپ وغیرہ ہی ہاتھ میں اٹھا لیا تھا، جس کا پتہ نہ چلا۔[1]

[1] قال البیضاوی کانہ علیہ السلام فہم ان المقصود من السؤال ان یتذکر حقیقتھا وما یری من منافعھا حتی إذا رای بعد ذلک علی خلاف تلک الحقیقۃ ووجد منھا خصائص اخری استیقن کونھا خارقۃ العادۃ ولاجل ذلک ذکر حقیقتھا ومنافعھا مفصلا ومجملا- لیطابق جوابہ الغرض الذی فہمہ(التفسیر المظھری، ج۶ ص ۱۳۳، سورۃ طٰہٰ)

www.idaraghufran.og

حضرت موسیٰ کا عصا سے متعلق جواب

حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ اے میرے رب! میرے ہاتھ میں لاٹھی ہے، میں جب تھک جاؤں تو اس کا سہارا لیتا ہوں،اس کے ساتھ بھیڑ بکریوں کے لیے درختوں سے پتے جھاڑتا ہوں، اور میرے لیے اس میں اور بھی کئی فائدے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی کی لذت میں بے اختیار بات لمبی ہوتی گئی،مگر ایک طرف فرطِ محبت کا تقاضا تھا کہ بات لمبی سے لمبی ہوتی جائے،تو دوسری طرف ادب زیادہ بات کرنے سے مانع تھا،اس لیے ایک اپنی ضرورت''ٹیک لگانا''اور ایک اپنی بکریوں کی ضرورت''پتے جھاڑنا''بیان کر کے آخر میں یہ کہہ کر بات مختصر کردی کہ''وَلِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی''کہ میرے لیے اس میں اور بھی کئی فائدے ہیں۔

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیۡهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیۡ وَلِیَ فِیۡهَا مَاٰرِبُ اُخۡرٰی(سورۃ طٰہٰ، رقم الآیۃ ۱۸)

یعنی''کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں پر پتے جھاڑتا ہوں اور اس میں میرے لیے اور بھی فائدے ہیں''

''هَشَّ''کا معنیٰ یہ ہیں کہ لاٹھی کے ساتھ ٹہنی کو ہلانا،تا کہ پتے گر پڑیں،مگر شاخ نہ ٹوٹے،یہ لفظ لاٹھی مار کر پتے جھاڑنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

''مَاٰرِبُ''کا لفظ''مَأْرَبَةٌ''(را کے فتحہ،کسرہ اور ضمہ کے ساتھ) کی جمع،جس کا مطلب ہے''حاجت''یعنی وہ کام جن کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت حسن بصری سے بھی لاٹھی کے کئی منافع منقول ہے۔[1]

---

[1] وقال الحسن البصری: فیھا ست خصال، سنة للأنبیاء، وزینة الصلحاء، وسلاح علی الأعداء، وعون للضعفاء، وغم المنافقین، وزیادة فی الطاعات .ویقال: إذا کان مع المؤمن العصا یھرب منه الشیطان، ویخشع منه المنافق والفاجر، وتکون قبلته إذا صلی، وقوة إذا أعیا(تفسیر القرطبی، ج ۱۱ ص۱۸۸، سورۃ طٰہٰ)

ایک مرتبہ حجاج بن یوسف نے ایک دیہاتی سے اس بارے میں سوال کیا کہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے، تو اس دیہاتی نے کھڑے کھڑے اس کے بیسیوں فائدے بتلا دیئے، جن میں سے کچھ اوپر گزرے ہیں۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے صرف اتنا ہی استفسار فرمایا تھا کہ اے موسیٰ تیرے ہاتھ میں کیا ہے؟ لیکن حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ کی قربت اور محبت کی وجہ سے ایک سوال کے جواب میں تین باتیں عرض کیے۔

جس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ بندے کو دعا اور اللہ کی عبادت کرتے ہوئے جب اس کی رحمت اور قرب کی لذت محسوس ہوتی ہے، تو پھر اس پر وجد کی کیفیت طاری ہوجاتی ہے، اگر قیام میں ہو تو اللہ تعالیٰ کو اس قدر یاد کرتا ہے کہ اسے اپنے قیام کی طوالت کا احساس نہیں رہتا، اگر رکوع اور سجود میں اللہ تعالیٰ کی قربت کا احساس ہوجائے، تو دیر تک رکوع میں جھکا اور سجدے میں پڑا رہتا ہے، اسی

---

[1] ولقی الحجاج أعرابیا فقال: من أین أقبلت یا أعرابی؟ قال: من البادیة .قال: وما فی یدک؟ قال: عصای أرکزها لصلاتی ، وأعدها لعداتی، وأسوق بها دابتی، وأقوی بها علی سفری، وأعتمد بها فی مشیتی لتتسع خطوتی، وأثب بها النهر، وتؤمننی من العثر، وألقی علیها کسائی فیقینی الحر، ویدفئنی من القر، وتدنی إلی ما بعد منی، وهی محمل سفرتی، وعلاقة إداوتی، أعصی بها عند الضراب، وأقرع بها الأبواب، وأتقی بها عقور الکلاب، وتنوب عن الرمح فی الطعان، وعن السیف عند منازلة الأقران، ورثتها عن أبی، وأورثها بعدی ابنی، وأهش بها علی غنمی، ولی فیها مآرب أخری، کثیرة لا تحصی(تفسیر القرطبی، ج ۱۱ ص ۱۸۸ ، سورة طٰهٰ)

بعض حضرات نے ''عصا'' کے اور بھی فوائد لکھے ہیں، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

لاٹھی سانپ، بچھو، بھیڑیے، بپھرے ہوئے سانڈ اور کھیت اجاڑنے والے جانوروں کے لیے ساتھ رکھی جاتی ہے۔ بڑی عمر کے بوڑھے، کمزور و بیمار لوگ، کٹی ہوئی ٹانگ والے اور لنگڑے اس کا سہارا لیتے ہیں، یہ انھیں دوسری ٹانگ کا کام دیتی ہے۔ اندھے کو قائد کا کام دیتی ہے۔ دھوبی، رنگ ریز اور تنور اور چولھے کی راکھ ہلانے والوں کے کام آتی ہے۔ چونا کوٹنے، تل وغیرہ چھڑنے کے کام آتی ہے۔ ڈاک لے جانے والوں اور کرائے کے جانوروں کے ساتھ جانے والوں کے کام آتی ہے کہ فاصلہ لمبا ہو تو وہ لاٹھی کے سہارے چھلانگ لگاتے جاتے ہیں۔ فالج زدہ کے جھکاؤ کو سیدھا کرتی ہے اور رعشہ کے مریض کے لرزہ کو کنٹرول کرتی ہے۔ چرواہے اسے بکریوں کے لیے اور تمام سوار اپنی سواری کے لیے ساتھ رکھتے ہیں۔ کوئی بھاری بوجھ ہو تو اس میں داخل کرکے اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات دو آدمی اس کا ایک ایک کنارہ پکڑ لیتے ہیں۔ دیوار میں ٹھونک میخ بنانے کے کام آتی ہے۔ کھلی جگہ میں گاڑھ کر سترہ بنانے کے کام آتی ہے، نوک لگانے سے برچھی بن جاتی ہے، کچھ اور بڑھا دیں تو نیزہ بن جاتی ہے۔ لاٹھی کوڑھے کا کام بھی دیتی ہے اور اسلحہ کا کام بھی دیتی ہے۔ کندھے پر رکھ کر اس کے ساتھ کمان، ترکش اور پانی یا دودھ وغیرہ کا برتن بھی لٹکانے کا کام بھی دیتی ہے۔ کنویں سے پانی نکالنے کے لیے رسی چھوٹی ہو تو لاٹھی ساتھ ملا کر پانی نکالنے کا کام دیتی ہے۔ چادر اس کے اوپر ڈال کر سایہ حاصل کرنے کا کام دیتی ہے، اور درندوں کا مقابلہ کرنے کا کام دیتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

www.idaraghufran.og

وجہ سے حضرت موسیٰ نے ایک استفسار کے بدلے تین جواب عرض کیے تا کہ میں اپنے رب کے ساتھ دیر تک محوِ گفتگو رہ سکوں۔ [1] (جاری ہے............)

---

[1] حضرت حکیم الامت رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

یہاں آپ نے ایجاز سے کام نہیں لیا، بلکہ اطناب سے کام لیا، مگر اطناب مہمل نہیں کہ اس کو اسہاب کہا جائے، بلکہ اطناب مفید جو کہ بلاغت کی ایک نوع ہے، اور مفید کس کو؟ موسیٰ علیہ السلام کو، کیونکہ اس اطناب سے ان کو اپنے شوق کا اظہار مقصود تھا کہ جب محبوب کے ساتھ بات کا موقع مل گیا، تو جہاں تک دائرہ بلاغت میں رہ کر کلام میں وسعت ہو سکے، اس کو وسعت دینا چاہیے، اس لئے آپ نے عصا کے متعلق جتنی باتیں بیان میں آ سکتی تھیں، سب بیان کر دیں۔

یہ بھی اہل طریق کا ایک معمول ہے کہ وہ سوال کا جواب مقامِ ادب میں بھی پورا کر دیتے ہیں، گو اس میں اطناب ہی ہو جائے، البتہ ایسا اطناب نہ ہو، جو بے کار وفضول ہو، بلکہ جواب پورا ہو اور اطناب مفید ہو (اشرف التفاسیر، سورہ طٰہٰ)

ومعنى الكلام انها من جنس العصا ينتفع عنها منافع أمثالها– وقال بعض اهل العشق ان موسى عليه السلام زاد على قدر الجواب بقوله عصاى وبسط فى الكلام التذاذا بمكالمة المحبوب ثم أجمل ولم يفصل جميعها أدبا وخوفا من تطويل الكلام (التفسير المظهرى، ج٦ ص ١٣٣، سورة طٰہٰ)

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

سنا(Senna)(تیسری وآخری قسط)

پیچھے گزر چکا ہے کہ بعض حضرات نے ''سنا'' کے مزاج کوخشک اورگرم قرار دیا ہے، جبکہ بعض حضرات نے ''سنا'' کے مزاج کوگرم اورتر قرار دیا ہے۔

چنانچہ معلم طبِ اسلامی حکیم فیض احمد فیض مرحوم نے ''سنا'' کوگرم تر ادویات میں شمار کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

''سنا مکی'' گرم تر، ملین، مصفی خون لاثانی دوا ہے (کلیاتِ طبِ اسلامی، ص۱۵۱، چند مفرد ادویات کے مزاجی فوائد، قشری اعصابی، مطبوعہ: فیض الحکمت، اوکاڑہ، تاریخ اشاعت: 2002ء)

اورزبدۃ الحکماء حکیم محمد یاسین (تلمیذ: حکیم صابر ملتانی مرحوم) ''سنا'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

مزاج: گرم تر۔

افعال اثرات: غدی اعصابی ہے، یعنی جگر کو مشینی طور پر فعل میں لے آتی ہے، خشکی اور سودا کوختم کرکے عضلات میں تحلیل پیدا کرتی ہے۔

دماغ واعصاب میں رطوبات کا اثر قائم کرکے تقویت دیتی ہے، کیمیاوی طور پر صفرا کی پیدائش کے ساتھ ساتھ اسے خارج بھی کرتی ہے۔

خواص: مولد صفرا۔قاطع سودا اور مخرج غلیظ رطوبات، قاتل کرمِ شکم، مسکن درد۔

فوائد: ''سنا'' نہایت اعلیٰ درجہ کی مولد صفرا ہونے کے ساتھ ساتھ مخرج صفرا بھی ہے، اس لیے صفرا کی خون میں زیادتی کی وجہ سے ہونے والی علامات جن میں یرقان اور تھوج واماس شامل ہیں، کے لیے فوری اثر ہے، فاضل صفراوی رطوبات براہِ راست خارج کردیتی ہے۔..........

''سنا'' چونکہ گرم تر مزاج کی حامل ہے، اور مولدِ صفرا ہے، اس لیے سردی، خشکی اور سودا کی زیادتی کی وجہ سے ہونے والے ریحی درد، جن میں دردِ کمر، عرق النساء، دائیں طرف درد پہلو (نمونیہ) وجع الورک (یعنی کولہے کا درد) وجع المفاصل (یعنی جوڑوں کا

درد) شامل ہیں، کے لیے بہترین دوا ہے، ایسی صورتوں میں اسے مسہل یا ملین (یعنی کچھ زیادہ) مقدار میں استعمال کرنا ضروری ہے، ورنہ اثرات ضعیف ہوں گے۔

کدو کیڑوں (یعنی پیٹ کے کیڑوں) کو مار کر خارج کرنے کے لیے بہترین دوا ہے۔

"سنا مکی" چونکہ جگر کے ساتھ ساتھ دوسرے تمام نالی دار غدد کو مشینی طور پر تیز کر دیتی ہے، اور ان کی رطوبات کے ساتھ ساتھ خود بھی خارج ہوتی ہے، اس لیے دودھ پیتے بچوں کی ماؤں کے دودھ میں بھی اس کا اثر آجاتا ہے، جس سے بچوں کو بھی دست اور مروڑ شروع ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیں صفراوی ادویہ قلب وعضلات میں شدید ضعف اور گھبراہٹ پیدا کرتے ہیں، اس لیے انہیں ذرا سی زیادہ مقدار میں دینے سے متلی، قے، دست شروع ہو جاتے ہیں، غدد کے سکڑنے کے ساتھ ساتھ پیٹ کے غدد میں سوزش اور ورم پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے، جس سے ان میں مروڑ اور درد ہوتا ہے، اس لیے انہیں یا تو کسی قدر کم مقدار میں دینا چاہیے، یا اعصابی غدی (یعنی تر گرم) ادویہ کے ساتھ ملا کر استعمال کریں، تو ان کا یہ نقص دور ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سنا اکیلی زیادہ تکلیف دیتی ہے، لیکن گل سرخ، روغن بادام، ریوند چینی، ملٹھی کے ساتھ استعمال کرنے سے کوئی تکلیف نہیں دیتی۔

عام طور پر اسے اس کی ہم مزاج ادویہ کے ساتھ استعمال کرنے سے بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا، بلکہ اثرات میں اضافہ ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ نظریہ مفرد اعضاء کے فاموکوپیا میں اسے غدی اعصابی ادویہ کے جزوِ اعظم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

غدی اعصابی ملین نسخہ: سنا مکی پانچ تولہ، مرچ سیاہ ایک تولہ، نوشادر دو تولہ، سنڈھ دو تولہ، ان تمام ادویہ کو ملا کر باریک کر لیں، بس غدی اعصابی (یعنی گرم تر) ملین تیار ہے۔

مندجہ بالا فوائد حاصل کرنے کے لیے ایک ماشہ سے نو ماشہ کی مقدار میں دن میں چار بار استعمال کرائیں۔

نہایت بے ضرر اور کارآمد نسخہ ہے، یرقان کی خاص دوا ہے، تین چار دن میں یرقان اور تہوج (ہیجان) وغیرہ غائب ہو جاتے ہیں (تحقیقات خواص المفردات "المعروف خواص الاشیاء" حصہ دوم غدی مکمل، ص ۲۶۲ تا ۲۶۵، ناشر: یاسین طبی کتب خانہ، دنیاپور، ضلع لودھراں، اشاعت بارِ ششم 2005ء)

www.idaraghufran.og

ہمیں بھی غور کرنے سے ''سنا'' کا مزاج گرم اور تر ہونا ہی راجح معلوم ہوا۔

سنا کی پتیوں کا سفوف (جس کے ریشے، پھلیاں اور ڈنڈیاں الگ کردی گئی ہوں) گلاب کے پھول کی پتیوں کا سفوف، شہد خالص ہم وزن، تمام ادویات کو خوب کھرل کر کے جنگلی بیر کے برابر گولیاں بنالیں اور اللہ کا نام لے کر صبح وشام ایک ایک گولی تازہ پانی سے لیں اور ہر ماہ بائیس دن استعمال کرنے کے بعد 8 روز ناغہ کریں۔

پیٹ کی تمام بیماریوں کے لیے اکسیر اور قبل از وقت بڑھاپے کے لیے محافظ ہے۔ ہر قسم کا نزلہ، بھوک نہ لگنا، قبض، بالوں کا قبل از وقت سفید ہونا، بدن کا ٹوٹتے رہنا، دل کی گھبراہٹ اور دل کے تمام امراض کیلئے مفید ہے۔ (مایوسی، ٹینشن، بلڈ پریشر Low اور High دونوں کے لئے فائدہ رساں، غصہ کی زیادتی کو کم کرنے کے لئے اور برے خوابات سے محفوظ رہنے کیلئے، جریان واحتلام، لیکوریا میں بھی اکسیر ہے، دو حصے ''سنا'' اور ایک حصہ ''قسطِ شیریں'' شامل کر کے سفوف استعمال کرنا، خشکی اور سردی سے پیدا ہونے والے معدہ اور جسم کے ریاحی اور بلغمی امراض اور خشکی سے ہونے والی قبض کے لیے مفید ہے۔ فقط وَاللّٰہُ سُبحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ وَعِلْمُہٗ اَتَمُّ وَاَحْکَمُ.

محمد رضوان 04/ صفر المظفر/ 1439ھ 25/ اکتوبر/ 2017ء بروز بدھ

ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپیئر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

اخبارِادارہ مفتی محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

□......5/12/19/26/ربیع الاول، جمعہ کو متعلقہ مساجد میں جمعہ کے وعظ و مسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......7/14/21/28/ربیع الاول، بروز اتوار کو حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار علمی و دینی مجالس حسبِ سابق منعقد ہوتی رہیں (بعد ظہر شعبہ قرآن میں بزم بھی ہوتی رہی)

□......25/29/ربیع الاول، بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ غفران میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب زید مجدہٗ کے طبی لیکچرز ہوئے۔

□......6/ربیع الاول، ہفتہ، راقم امجد، جھنڈیالہ (ظفروال، ضلع نارووال) کے سفر پر گیا، اپنے ہمشیرزادگان کے مدرسہ میں سالانہ دینی جلسہ میں مدعو تھا، چوتھے دن واپسی ہوئی۔

□......9/ربیع الاول، منگل، حضرت مدیر صاحب کا مغرب کے بعد، جامع مسجد القریش (ڈھیری حسن آباد، راولپنڈی) میں مولانا نعمان اللہ نعمانی صاحب کی دعوت پر اصلاحی بیان ہوا۔

□......13/ربیع الاول، ہفتہ، مولانا طارق محمود صاحب کے والد جناب بہادر خان صاحب تشریف لائے، بعد مغرب حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

□......14/ربیع الاول، اتوار، حضرت مولانا الیاس کوہاٹی صاحب زید مجدہٗ (مدرسہ شریعۃ الاسلام، راولپنڈی) دارالافتاء تشریف لائے۔

□......15/ربیع الاول، منگل، مولانا غلام بلال صاحب (رفیق: دارالافتاء ادارہ غفران) کے ہاں اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطاء کیا، محمد احمد نام تجویز ہوا، اللہ تعالیٰ والدین اور خاندان کے لیے قرۃ عین بنائے۔ آمین۔ اسی خوشی میں مولانا غلام بلال صاحب نے 17/ربیع الاول، بروز جمعرات حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ کی ضیافت کی۔

□......16/ربیع الاول، منگل، مفتی محمد یونس صاحب رخصت پر اپنے علاقے تشریف لے گئے۔

□......17/ربیع الاول، بعد مغرب، لاہور اور اسلام آباد سے اہلِ علم وفضل کا ایک وفد دارالافتاء میں حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے آیا، مقدس اوراق کی حفاظت واتلاف کے معاملہ پر مشاورت کی، حضرت مدیر صاحب کاری سائیکلنگ پر رسالہ اور علمی مواد بھی ان کو پیش کیا گیا۔

□......18/ربیع الاول، جمعرات، ادارہ غفران کی ''المجلس الفقہی'' کی ماہانہ فقہی مجلس ہوئی۔

Idara Ghufran

□......19/ ربیع الاول، بروز جمعہ حضرت مدیر صاحب F-11، اسلام آباد میں جناب داؤد صاحب کی طرف سے کی گئی عشائیہ کی ایک تقریب میں مدعو تھے۔

□......19/ ربیع الاول، مولانا طارق محمود صاحب نے، جامع مسجد القریش (بنی، راولپنڈی) میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔

□......20/ ربیع الاول، ہفتہ، حضرت مدیر صاحب اور ارکانِ ادارہ، جناب حافظ خالد صدیق صاحب (ڈھمیال کیمپ، راولپنڈی) کے گھر رات کے کھانے پر مدعو تھے۔

□......24/ ربیع الاول، بدھ، حضرت مدیر صاحب، مدرسہ حدیقۃ العلوم (موضع باجا، ضلع صوابی) تشریف لے گئے "صبح صادق اور وقتِ عشاء" کے 18 درجہ ہونے پر حضرت مدیر صاحب کا بیان اور اہلِ علم کے ساتھ علمی نشست رکھی گئی تھی، جناب صاحبزادہ قاری عبدالباسط صاحب (مدیر: مدرسہ انس تحفیظ القرآن اکیڈمی، راولپنڈی) بھی مدعو تھے، آپ بھی تشریف لے گئے تھے، حضرت مدیر صاحب سے پہلے آپ کا افتتاحی وصدارتی بیان ہوا، علاقہ کے اہلِ علم کثیر تعداد میں شریک تھے، مہتمم مدرسہ مولانا رسال محمد صاحب، اور اساتذہ بالخصوص مولانا ہدایت الرحمٰن قاسمی صاحب کی طرف سے میزبانی، استقبال اور جلسہ کا نظم وضبط وانتظام عمدہ اور متاثر کن تھا، 3 بجے وہاں سے فارغ ہوکر قاری عبدالباسط صاحب کی معیت ورہنمائی میں مدرسہ اشرف المدارس (موضع زروبی، صوابی) بھی جانا ہوا، جہاں کے مہتمم مولانا نورالحق اور دیگر اہلِ علم صاحبان نے استقبالیہ دیا، اور علمی نشست ہوئی، مغرب کو صاحبزادہ صاحب اپنے آبائی گاؤں ہملٹ (ضلع صوابی) لے گئے، میزبانی واکرام کیا، اپنے بزرگ اور ممتاز صاحبِ علم وفضیلت چچا وسسر جناب صاحبزادہ مولانا عبدالقیوم صاحب (اولین فاضلین، دارالعلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک) کی زیارت وملاقات کرائی، جو صاحبِ فراش ہیں، اور 90 سال کے قریب عمر ہے، آپ کے آثارِ علمیہ اور سنداتِ عالیہ ملاحظہ کیں، اور آپ کے ساتھ علمی نشست ہوئی، داعیہ پیدا ہوا کہ اتنی بڑی صاحبِ علم وفضل گمنام ہستی کے سوانح واحوال محفوظ ہوجائیں، جو گو ہر شب چراغ ہے، اللہ کرے ایسا ہوجائے اور جلد ہوجائے، اس سے پہلے کہ: ؎

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل　　　وہ دوکاں اپنی بڑھا گئے

کی نوبت آئے، اس سفر میں مولانا طارق محمود صاحب اور مولانا حکیم محمد ناصر صاحب اور بندہ امجد راقم الحروف بھی حضرت مدیر صاحب کے ہم سفر تھے۔

□......26/ ربیع الاول بندہ امجد نے، جامع مسجد القریش (بنی، راولپنڈی) میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔

□......26/ربیع الاول، جمعہ کو اہلیہ محترمہ حضرت شیخ الحدیث قاری سعید الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ (شیخ الجامعہ: جامعہ اسلامیہ، راولپنڈی، صدر) کا انتقال پرملال ہوا، آپ 3یوم اسلام آباد کے مقامی ہسپتال میں زیرِ علاج رہیں، وہیں رحلت ہوئی، جنازہ بعد عصر ساڑھے چار بجے اپنے گاؤں بہبودی (چھچھ، اٹک) میں ہوا، سیاسی ومذہبی زعما اور مشاہیر اہلِ عمل شریکِ جنازہ تھے، بندہ امجد مع اہلیہ اور مولانا عبدالسلام صاحب جمعہ پڑھ کر ادارہ سے روانہ ہوئے، اور جنازہ میں شریک ہوئے، صاحبزادگان قاری عتیق الرحمٰن صاحب (شیخ الجامعہ) اور صاحبزادہ قاری محمد انس صاحب سے تعزیت کی، اللہ پاک مرحومہ کی کروٹ کروٹ مغفرت فرمائے۔

□......28/ربیع الاول، بروز اتوار حضرت مدیر صاحب نے جناب مبشر صاحب کے والد صاحب جناب عبدالکریم صاحب کا ان کی وصیت کے مطابق عیدگاہ قبرستان میں نمازِ جنازہ پڑھایا، مرحوم نے تقریباً نوے سال سے زیادہ کی عمر پائی، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔

اسی روز حضرت مدیر صاحب نے جناب حاجی عبداللہ صاحب مرحوم (کوہاٹی بازار) کی دختر نیک اختر کا نکاحِ مسنون بھی پڑھایا۔

□......29/ربیع الاول، مطابق 18/دسمبر، کراچی کے کچھ اہلِ علم حضرات حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

□......29/ربیع الاول، بروز پیر حضرت مدیر صاحب خیابان سرسید میں جناب قاسم صاحب کے یہاں مع چند ارکانِ ادارہ کے عشائیہ پر مدعو تھے۔

□......2/دسمبر2017ء (مطابق13/ربیع الاول) بروز ہفتہ کو تعمیرِ پاکستان سکول میں یومِ والدین تھا، جس میں والدین نے اپنے بچوں کی تعلیمی واخلاقی صورتِ حال پر اساتذۂ کرام سے گفتگو کی، اس موقع پر والدین نے سیکنڈ ٹرم میں پڑھا گیا سلیبس اور آئندہ ماہ دسمبر میں ہونے والے امتحانات کی ڈیٹ شیٹ بھی حاصل کی۔

□......13/دسمبر2017ء (مطابق24/ربیع الاول) بروز بدھ سے تعمیرِ پاکستان سکول میں دوسرے وسط مدتی امتحانات منعقد ہوئے، جوان شاءاللہ 3/ربیع الآخر (مطابق22/دسمبر) بروز جمعہ تک جاری رہیں گے۔

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر وافطار (برائے راولپنڈی واسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات وواقعات، حادثات وتغیرات

21/نومبر/2017ء/2/ربیع الاول/1439ھ: پاکستان: اوور بلنگ پر ذمہ دار بجلی عملہ کو 3 سال سزا ہوگی، قومی اسمبلی سے بل منظور 22/نومبر: پاکستان: پنجاب میں مجسٹریسی نظام باضابطہ بحال، عدالتی اختیارات تفویض، تمام اضلاع میں مجسٹریٹ مقرر ہوں گے، باقاعدہ عدالتیں الاٹ ہوں گی، ہر تھانے کا الگ یا ہر دو تھانوں کے ایک ایک مجسٹریٹ لگیں گے 23/نومبر: پاکستان: پاکستان کیمیائی ہتھیاروں کی پابندی کی تنظیم کا رکن منتخب، پاکستان سمیت چار ملکوں کو او پی سی ڈبلیو کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن نامزد کیا گیا، جن میں ایران، عراق شامل ہیں 24/نومبر: پاکستان: فیول ایڈجسٹمنٹ، بجلی 2.23 روپے سستی کرنے کی منظوری وفاقی کابینہ نے انرجی کنزرویشن اتھارٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری دے دی 25/نومبر: مصر: نمازِ جمعہ کے دوران مسجد پر حملہ، فوجیوں سمیت 235 جاں بحق، 130 زخمی، ملک میں 3 روزہ سوگ کا اعلان 26/نومبر: پاکستان: حلقہ بندیاں، ن لیگ کا پی پی سے ایک بار پھر رابطے کا فیصلہ 27/نومبر: سعودی عرب: مسجدِ الحرام اور مسجدِ نبوی کی حدود میں تصاویر بنانے پر پابندی عائد 28/نومبر: پاکستان: فیض آباد دھرنا، فوج کی نگرانی میں ختم، وزیرِ قانون مستعفی، ظفر الحق رپورٹ 30 دن میں عام کی جائے گی، مقدمے ختم، گرفتار کارکن رہا 29/نومبر: پاکستان: ای سی سی نے 15 لاکھ ٹن چینی برآمد کرنے، ایل پی جی ریگولیٹری پر ڈیوٹی کی منظوری دے دی 30/نومبر: پاکستان: سستی ترین بجلی بنانے والے پورٹ قاسم پلانٹ کا افتتاح وزیرِ اعظم نے کردیا، کول پاور پلانٹ کے پہلے یونٹ 660 میگاواٹ کی افتتاحی تقریب، 1320 میگاواٹ پراجیکٹ پر 2 ارب ڈالر کی لاگت یکم/دسمبر: پاکستان: فیض آباد انٹرچینج پر 21 روز تک جاری دھرنے سے قومی خزانے کو 26 کروڑ کا نقصان پٹرول 1.48، ڈیزل 3.12، مٹی کا تیل 4.39 روپے فی لیٹر مہنگا 2/دسمبر: پاکستان: تعطیلاتِ اخبار 3/دسمبر: پاکستان: عمرہ زائرین کے لیے بائیومیٹرک تصدیق کی شرط کل سے پھر لاگو 4/دسمبر: پاکستان: پنجاب کے مطالبہ پر تونسہ بیراج سے نکلنے والی نہریں دو ماہ کے لیے بند، ربیع سیزن میں صوبوں کو پانی کی چھتیس فیصد کمی کا سامنا کرنا پڑے گا، ذرائع 5/دسمبر: پاکستان: مٹھی، غذائی قلت اور وبائی امراض نے مزید 6 بچوں کی جان لے لی 6/دسمبر: امریکا: ٹرمپ انتظامیہ کی اپیل منظور، امریکی سپریم کورٹ نے 6 مسلمان ملکوں پر سفر پابندی بحال کردی، چاڈ، ایران، لیبیا، صومالیہ، شام

اوریمن کے شہریوں کی امریکہ آمد پر پابندی ✍ 7/دسمبر: امریکہ: ٹرمپ نے مقبوضہ بیت المقدس کو اسرائیلی دارالحکومت مان لیا، سفارتخانہ تل ابیب سے بیت المقدس منتقل کرنے کا حکم، پاکستان سمیت، مسلم ممالک اور دنیا بھر کی شدید مذمت، سعودی عرب، چین، ترکی، برطانیہ سمیت متعدد ملکوں کے تحفظات، اردوان کا اسلامی کانفرنس کا اجلاس 13 دسمبر کو طلب، عالمِ اسلام کو ایک اورزخم دیا گیا، پاکستان ✍ 8/دسمبر: پاکستان: ٹرمپ کے فیصلہ کے خلاف قومی اسمبلی سے مذمتی قرارداد منظور ✍ 9/دسمبر: پاکستان: ہائیکورٹ کا فیصلہ کالعدم، سپریم کورٹ نے 8ماہ بعد لاہور اورنج ٹرین منصوبہ مکمل کرنے کی مشروط اجازت دے دی، سپریم کورٹ فیصلے کا خیر مقدم ، چین ✍ 10/دسمبر: سری لنکا: مقروض سری لنکا نے چین کو 99سال کے لیے ''ہمبن ٹوٹا'' بندرگاہ دے دی، معاہدے کے ساتھ ہی سری لنکا کو 300 ملین ڈالر کی قسط موصول، دونوں ممالک بندرگاہ چلائیں گے ✍ 11/دسمبر: پاکستان: پنجاب میں طلاق، خلع کی شرح میں سالانہ 15فیصد اضافہ ✍ 12/دسمبر: پاکستان: ملک بھر میں بارشیں، برفباری سے سردی کی شدت بڑھ گئی ✍ 13/دسمبر: پاکستان: پنجاب میں اساتذہ سے فرض شناسی کا حلف لینے کا فیصلہ، پہلے مرحلہ میں 25دسمبر کو صوبہ بھر کے 2لاکھ اساتذہ سے خصوصی تقریبات میں حلف لیا جائے گا، اساتذہ سے عہد لیا جائے گا کہ وہ آئندہ سکول بروقت آئیں گے، خلوصِ نیت اور ایمانداری سے پڑھائیں گے، بلا جواز غیر حاضری یا پریڈ نہیں چھوڑیں گے، تدریسی فرائض قائدِ اعظم کے اصولوں کے مطابق سرانجام دیں گے ✍ 14/دسمبر: پاکستان: 5بڑی دینی جماعتوں کا اجلاس، مجلسِ عمل بحال، کتاب انتخابی نشان ✍ 15/دسمبر: پاکستان: نیب کا وفاق، پنجاب، سندھ میں بینک سمیت 10 کیسز کی تحقیقات کا حکم ✍ 16/دسمبر: پاکستان: سپریم کورٹ، جہانگیر ترین تاحیات نااہل، پارٹی فنڈنگ کیس الیکشن کمیشن کو ریفر، عمران خان بچ گئے ☎ الیکشن کمیشن نے جہانگیر ترین کو ڈی نوٹیفائی کر دیا، این اے 154 لودھراں خالی ☎ سپریم کورٹ نے شریف خاندان کے خلاف حدیبیہ کسی دوبارہ کھولنے کے لیے نیب کی اپیل مسترد کر دی ✍ 17/دسمبر: پاکستان: پی آئی اے طیارہ کی فروخت معمہ، از سر نو فروخت کے لیے ٹینڈر جاری ✍ 18/دسمبر: پاکستان: کوئٹہ چرچ پر خودکش حملہ، 9جاںبحق، 56زخمی ✍ 19/دسمبر: پاکستان: سینٹ، امریکہ سے ڈرون حملوں کے نقصانات کا معاوضہ مانگنے، عالمی معاہدوں کی پارلیمنٹ سے توثیق کی قراردادیں منظور ✍ 20/دسمبر: پاکستان: سینٹ، نئی انتخابی حلقہ بندیوں کا بل دو تہائی اکثریت سے منظور۔

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی　فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔ فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

محمد بابر جاوید
0333-9300003
0333-5540734
051-4413288

قدرت نے ذائقہ دیا غازی نے محفوظ کیا

غازی فوڈز اینڈ کیٹرنگ

پاکستانی، چائینز، کانٹینیٹل کھانوں کا واحد مرکز

شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر کھانا آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے

علماء اور دینی مدارس کے لئے خصوصی رعایت

CA-214 بالمقابل کالٹکس پٹرول پمپ، سید پور روڈ، راولپنڈی

پاکستان میں پہلی بار%100 تازہ زیتون

فطرت سے ہم آہنگ

Olive Fresh Olive

Olive Fresh Extra Virgin Olive Oil

بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں کے پیک شدہ زیتون کے مقابلہ میں تازہ زیتون

Olive Fresh Olive پاکستان میں پہلی کمپنی ہے، جس کے پاس تازترین زیتون کو نمکین پانی (Brine) میں محفوظ کرنے کی مکمل مہارت اور تجربہ موجود ہے، جس کی وجہ سے اس کی وہی زبردست قدرت ذائقہ اور اشتہاانگیز مہک برقرار رہتی ہے، جو ایک تازہ زیتون کی خاصیت ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ Olive Fresh اپنی جدید ترین پیکنگ، ٹیکنالوجی اور تیز ترین ذرائع نقل وحمل کی بدولت ایسے زیتون فروخت کے لئے پیش کررہا ہے، جنہیں کسی ''پاسچرائزیشن'' (Pasteurisation) اور ''اسٹریلائزیشن'' (Sterilisation) کی ضرورت نہیں، آپ کسی مصنوعی عمل اور گھٹیا معیار کے تیل کے بجائے قدرت کے بہترین ذائقوں سے لطف اندوز ہوں گے۔

Olive Fresh کے ساتھ Extra Virgin Olive Oil سے ہی لطف اٹھائیں، جو کہ زیتون کے پھل کا قدرتی جز ہے، اور اس کی قیمت بھی وہی ہے، جو دیگر بوتلوں اور ٹین کے ڈبوں میں پیک کئے گئے زیتون کی ہے۔

مزید انتظار مت کیجئے، اور Olive Fresh کی قدرتی تازگی سے بھرپور لطف اٹھائیں۔

D-111.(old NW193)

Haidhary Chowk Satellite Town Rawalpindi

0300-5114231--0310-5114231--051-4842085

مدیر: بابا جی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دار العلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002